Click on http://www.Paksociety.com for More

امتل عزیز شہزاد

ایک ڈھلتی عمر کی عورت سڑک پار کرتے ہوئے ایک لڑکی کو دیکھتی ہے۔ اس کے ساتھ ایک ماڈرن عورت ہے۔ وہ اسے چلا کر رکنے کے لیے کہتی ہے لیکن وہ دونوں سڑک پار کر کے گاڑی میں بیٹھ کر چلی جاتی ہیں۔

وقار صاحب کے دو بچے ہیں۔ اجیہ اور سائر.... وہ سائر کی شادی کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ ان کی بیوی اس دنیا میں نہیں ہے۔ ان کی سالی مہ پارہ خاص طور پر لندن سے اس شادی میں شرکت کرنے آئی ہیں' اجیہ وقار صاحب کو بتاتی ہے کہ سائر اس شادی سے ناخوش نظر آتا ہے۔ وقار صاحب یہ سن کر پریشان ہو جاتے ہیں۔

اجیہ بہت خوب صورت ہے۔ وہ دو ماہ کی تھی جب اس کی ماں چلی گئی۔ وہ اپنی خالہ مہ پارہ سے پوچھتی ہے' اس کی ماں کیسی تھیں۔ مہ پارہ بتاتی ہیں کہ اس کی ماں بہت خوب صورت تھی بالکل کانچ سے بنی مورت۔ وقار صاحب کی بہنیں بھی انہیں احساس دلاتی ہیں کہ سائر اس شادی سے خوش نہیں ہے۔ تب وقار صاحب سائر سے براہ راست بات کرتے ہیں کہ سائر کہیں اور انٹرسٹڈ تو نہیں ہے۔ تب سائر کہتا ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہے اور وہ اپنے باپ کی کوئی بھی خواہش رد نہیں کر سکتا۔

سائر کی شادی میرب سے ہو رہی ہے۔ میرب دو سال کی تھی جب ان کی ماں بھی دنیا سے چلی گئی تھیں۔ ابراہیم صاحب نے اس کے بعد شادی نہیں کی۔ ان کے پڑوسی اور دوست احمد سعید اور ان کی بیگم نے میرب کا خیال اپنے بچوں کی طرح رکھا سعید صاحب کی بیٹی ماریہ کی میرب سے گہری دوستی ہے ان کا ایک بیٹا عاشر ہے جو اجیہ کو پسند کرتا ہے شادی کی

مکمل ناول

Downloaded From
Paksociety.com
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

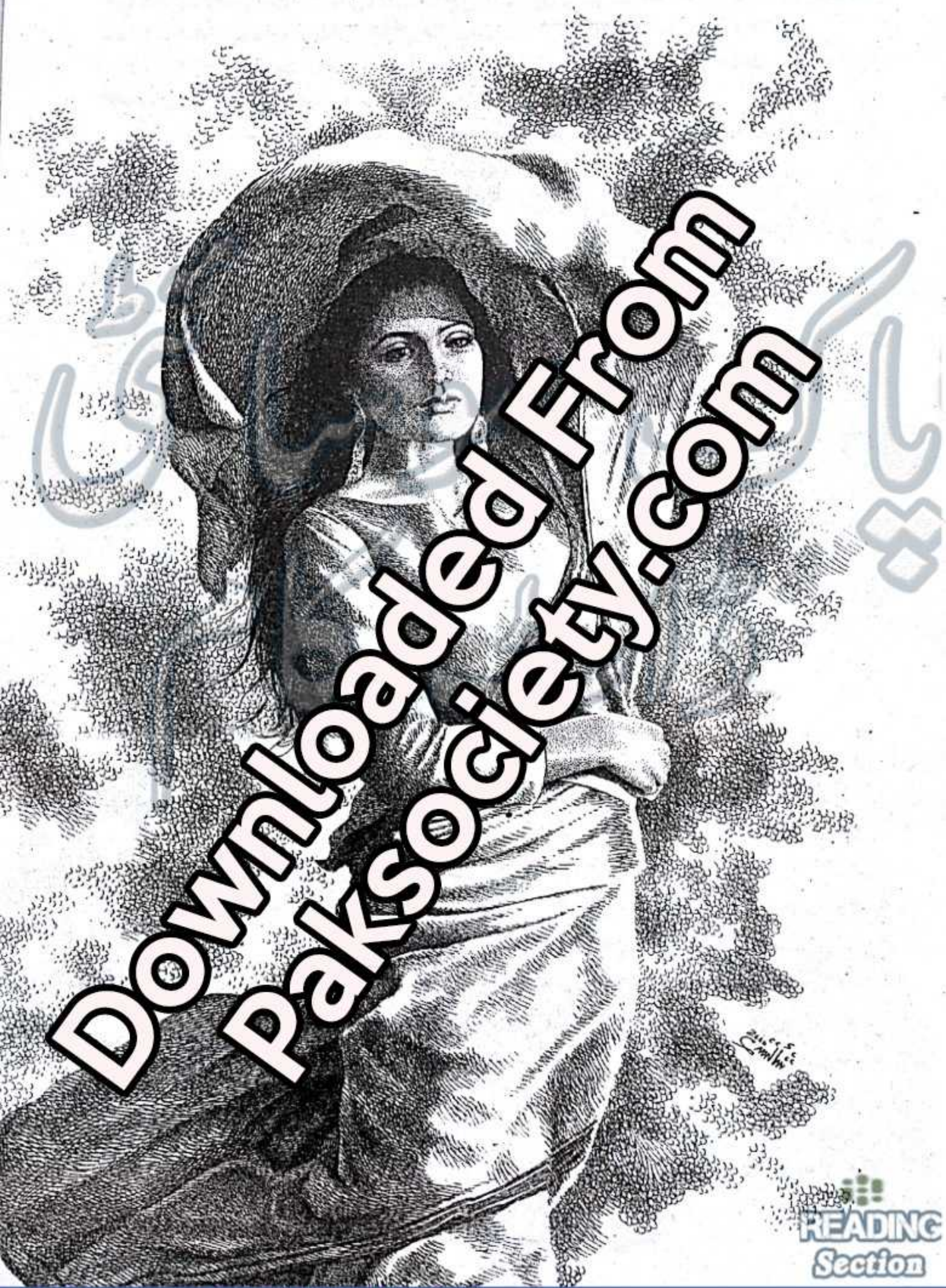

Downloaded From
Paksociety.com

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

تقریبات میں سائر کا رویہ بہت اکھڑا ہوا رہتا ہے۔ شادی کی رات بھی وہ میرب سے بہت رکھائی سے پیش آتا ہے وہ میرب سے کہتا ہے کہ وہ اس سے صرف وفاداری کی توقع رکھتا ہے اور اسے اپنی بہن اور والد کا خیال رکھنے کو کہتا ہے۔

اجیہ کی دوست شینا بہت آزاد خیال لڑکی ہے۔ اس کا بھائی آغا شایان اجیہ میں دلچسپی لینے لگتا ہے۔ اجیہ بھی اس کی طرف مائل ہے۔ جبکہ میرب کا بھائی سعد 'اجیہ کو پسند کرتا ہے۔

سائر کا رویہ میرب کے ساتھ بہت عجیب ہے۔ وہ معمولی باتوں پر شدید رد عمل ظاہر کرتا ہے۔ 'وہ کہتا ہے کہ وہ کسی بھی لڑکے سے بات نہ کرے۔

وہ عورت جس نے سڑک پر مہ پارہ کو دیکھا تھا۔ ایک خستہ فلیٹ میں رہتی ہے۔ وہاں سے کوئی پرانا پتا نکال کر مہ پارہ کے گھر جاتی ہے تو پتا چلتا ہے کہ مہ پارہ وہ گھر چھوڑ چکی ہے۔ لیکن وہاں کے مکین اسے وقار صاحب کے گھر کا پتا دے دیتے ہیں۔

تب وہ کہتی ہے وقار آج سے سالوں پہلے تم نے جو اذیت مجھے پہنچائی تھی 'اس کے بدلے کا وقت آپہنچا ہے۔"

شیخ عبدالحمید کریانہ فروش ہیں۔ دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں 'نازو' چندا اور مانو... چندا کا مزاج اور صورت سب سے الگ ہے۔ وہ بے حد حسین ہے اور پڑھائی کے بجائے دوسری رنگا رنگ سرگرمیوں میں دلچسپی رکھتی ہے۔ شیخ صاحب کی لاڈلی ہے۔ کالج میں ایک ڈرامے میں قلوپطرہ کا کردار کرتی ہے تو آصف شیرازی اسے ٹی وی پر اداکاری کی آفر کرتا ہے۔ وہ ایک ڈائریکٹر شکیل ملک کا ملازم ہے۔ اس آفر پر چندا بہت خوش ہوتی ہے لیکن وہ جانتی ہے کہ اس کے گھر والے کبھی اسے ٹی وی پر کام کرنے کی اجازت نہیں دیں گے اور شادی کرکے رخصت کردیں گے۔ وہ آصف شیرازی سے کہتی ہے کہ تم مجھ سے شادی کرلو یہ اصلی شادی نہیں صرف ایک معاہدہ ہوگا۔ میں گھر والوں کے چنگل سے نکل آؤں گی۔ آصف مان جاتا ہے۔

میرب سائر کے رویے سے بہت پریشان ہے۔ وہ عاشر سے بات کرنے کو منع کرتا ہے۔

اجیہ کا تعلق آغا سے بہت بڑھ چکا ہے۔ دونوں ملاقاتیں کررہے ہیں۔ اڈھیر عمر عورت اجیہ کو فون کرکے بتاتی ہے کہ اس کی ماں زندہ ہے۔ وہ کہتی ہے کہ وہ اجیہ کی ماں سے ملاقات بھی کرا سکتی ہے۔

تیسری قسط

"مگر آغا... اگر وہ جھوٹ بھی بول رہی ہے تب بھی اسے چیک تو کرنا چاہیے نا کہ وہ جھوٹ کیوں بول رہی ہے۔" وہ زور دے کر بولی۔

"ہاں... یہ بات تمہاری البتہ مناسب ہے۔" وہ متفق انداز میں گردن ہلا کر بولا۔

"اسے چیک کس طرح کروں؟" وہ سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"تم نے اپنی امی کی فوٹو تو دیکھ رکھی ہوگی؟" اس کے کہنے پر یاد آیا کہ اس کے گھر میں کہیں بھی ان کی تصویر نہیں تھی۔

"شاید اسٹور میں ہو۔" اس نے سوچا۔

"پھر؟"

"بس اس سے شکل تو کنفرم ہو ہی سکتی ہے اور اگر وہ کوئی اور نکلی اور پلاسٹک سرجری وغیرہ کی کہانی بنانے بیٹھ گئی تب تم سمجھ جانا کہ یہ محترمہ کوئی ٹھگ ہیں۔" وہ اسے مشورے دینے لگا۔

"کیسی عجیب بے وقوفانہ باتیں کررہے ہو۔ بنا اس کی سچائی کی تصدیق کے لیے اس سے ملنے چلی جاؤں اور اگر واقعی وہاں کوئی ٹریپ ہوا پھر؟" وہ ذرا غصے سے بولی۔

"ارے یار... میرا مطلب یہ ہے کہ تم کسی بہانے سے اسے دیکھو۔"

"ہاں' یہ ہو سکتا ہے۔" وہ کچھ اطمینان سے بولی۔

"تم دو گے میرا ساتھ۔" اس نے آغا کو گہری

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

نگاہوں سے دیکھ کر پوچھا۔
"یار! معاملہ ذرا ٹیڑھا ہے بہتر ہوگا کہ تم اپنے گھر والوں کو اعتماد میں لے کر یہ قدم اٹھاؤ۔" وہ دامن بچانے لگا۔
"دو دن میں ساتھ نبھانے کے وعدے پھیکے پڑ گئے۔" وہ استہزائیہ ہنسی۔
"یہ کیا بات کی تم نے۔" وہ خفگی سے بولا۔ "وہ ایک مختلف معاملہ ہے یہ بالکل الگ۔ ساتھ نبھانے کا مطلب ہوتا ہے کہ اگر تم پر کوئی آزمائش آپڑے تو تمہارا ساتھ دوں' ایسے بے وقوفانہ ایڈونچر زمیں میرا ساتھ دینا ضروری نہیں۔"
یہ آزمائش ہی ہے آغا۔ اس نے دل میں سوچا مگر بولی نہیں۔
"گھر چلنا ہے یا بیٹھنا ہے سارا وقت برباد کیا ہے تم نے اس بے کار کے ٹاپک پر بات کر کر کے۔" وہ نروٹھے پن سے بولا۔
"نہیں... گھر چلتے ہیں۔ بیٹھ کر کیا کروں گی۔" وہ مزید کچھ کہے بنا اٹھ کھڑی ہوئی۔ بے زاری سے سر جھٹک کر آغا بھی اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھنے لگا۔

☆ ☆ ☆

ظہر کی اذان بلند ہو رہی تھی جب لالی نے میرب کے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ میرب نے بے زاری سے دستک کی آواز سنی اور بال سمیٹتی اٹھ بیٹھی۔ گزشتہ رات کے واقعات ایک مرتبہ پھر فلم کی مانند اس کی آنکھوں میں پھرنے لگے۔ سائر کے الفاظ پگھلے ہوئے سیسے کی مانند اس کے کانوں میں اترے تھے۔ ایک عجیب سے اضمحلال نے اس کے وجود کو جکڑ رکھا تھا۔ نہ اٹھنے کا دل چاہتا تھا نہ ہی کچھ کرنے کا۔ سو وہ صبح سے بنا کچھ کھائے پیے یونہی پڑی تھی۔ دروازے پر دوبارہ دستک ہوئی۔
"کون' آجاؤ۔" وہ نقاہت سے بولی۔
"بڑی بی بی... وہ جی آپ کی دوست کا فون ہے۔ صبح سے دوبار کر چکی ہیں۔ آکے ان سے بات کرلیں۔" وہ اطلاع دے کر پلٹ گئی۔
وہ اپنے منتشر وجود کو سمیٹ کر اٹھی اور آہستگی سے چلتی ہوئی لاؤنج کے کارنر پر رکھے فون کا کریڈل جو ہولڈ تھا' اٹھایا۔
"ہیلو..." دھیمے سے کہا۔
"ہیلو... جی بیگم صاحبہ' آپ زندہ ہیں یا گزر گئیں؟" وہاں سے ماریہ چھوٹتے ہی طنز آمیز لہجے میں بولی۔
"پتا نہیں زندہ ہوں یا محض جی رہی ہوں۔" وہ پرملال لہجے میں بولی تو دوسری طرف ماریہ بری طرح ٹھٹک گئی۔
"کیا ہوا میرو... سب خیریت تو ہے۔ طبیعت کیسی ہے؟ سائر بھائی نے کچھ کہا۔" وہ تابڑ توڑ سوال کیے گئی۔
"پتا نہیں کیا بات ہے ماریہ... دل عجیب طرح سے گھبراہٹ کا شکار ہے۔" وہ کرسی پر بیٹھ کر جیسے بے بسی سے بولی۔
"ایک تو تم اپنا فون بھی نہیں ریسیو کرتی ہو' کیا مذاق ہے یار... کیا شادی کا مطلب اپنے پچھلے رشتوں سے کٹ جانا ہوتا ہے۔" وہ بے حد خفا لہجے میں بولی۔
"کٹنی کا مجھے نہیں پتا' مگر میرے لیے شاید شادی کا یہی مفہوم ہے۔" وہ دل گرفتہ تھی۔
"کوئی جھگڑا ہوا ہے سائر بھائی اور تمہارے بیچ؟" اس نے محتاط اندازہ لگایا۔
"جھگڑا...؟ جھگڑا تو نہیں ہوا۔ جھگڑے تو برابری کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ حاکم اور محکوم کے درمیان کیسا جھگڑا۔" اس نے زخمی مسکراہٹ سے کہا۔
"بہت اپ سیٹ ہو میرو..." وہ تاسف سے بولی۔
"کچھ روز کے لیے یہاں آجاؤ۔"
"بالکل نہیں..." وہ یک لخت ٹھوس لہجے میں بولی۔ "میں نہیں آسکتی۔"
"کیوں نہیں آسکتیں' بالکل آسکتی ہو۔ ایسا کرو تم تیاری کرو' شام تک امی اور سعد تمہیں لینے آجائیں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

گے۔"

"نہیں ماریہ! سمجھنے کی کوشش کرو... میں بار بار اپنا گھر چھوڑ کر وہاں نہیں آسکتی۔" اب کی بار وہ خود کو سنبھال کر بولی۔

"چلو ٹھیک ہے' مرضی تمہاری' مگر یار! اپنی خیریت کی اطلاع تو دے دیا کرو جانتی ہو امی کو پریشانی ہونے لگتی ہے۔"

"ہاں۔ آئندہ خیال رکھوں گی۔ گھر میں سب کیسے ہیں!" اس نے بات پلٹنے کو پوچھا۔

"سب ٹھیک ہیں۔"

"چلو اچھا' میں فون رکھتی ہوں بعد میں بات کروں گی۔"

"اوکے۔" فون پکڑے وہ کتنی ہی دیر گم صم بیٹھی رہی۔

"کیا ہوا میرب بیٹی... سب خیریت تو ہے؟" وقار صاحب جو اسٹڈی سے نکل رہے تھے اسے یوں ریسیور پکڑے گم صم بیٹھا دیکھ کر تشویش سے پوچھنے لگے۔

"جی ابو... السلام علیکم!" اس نے ریسیور کریڈل پر ڈال کر انہیں سلام کیا۔

"کیا ہوا بیٹی... طبیعت تو ٹھیک ہے۔" وہ اسے یوں بجھا بجھا سا دیکھ کر پریشان ہوا تھے۔

"جی۔" وہ مختصراً بولی۔

"آج ہماری بیٹی نے ہمیں صبح کا ناشتا بھی نہیں دیا' کیا بات ہے کوئی ناراضی ہے کیا۔" وہ شگفتگی سے پوچھنے لگے۔

"نہیں تو بابا۔" وہ شرمندگی سے بولی۔

"طبیعت کچھ بوجھل سی تھی بس اسی لیے۔" وہ اٹھ کر ان کے پاس صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔

"کچھ کھایا تم نے... دیکھو تو چہرہ کیسا پیلا پڑ رہا ہے۔" انہوں نے محبت پاش نگاہوں سے اسے دیکھا پھر لالی کو آواز دی۔

"لالی' میرب بیٹی کے لیے اچھا سا ناشتا تو لے کر آؤ۔"

"رہنے دیں بابا! یہ تو لنچ کا وقت ہے۔"

"کوئی بات نہیں تم برنچ کرلو۔" وہ مسکرائے۔ پھر پوچھنے لگے۔

"باپ بھائی یاد آرہے ہیں؟ اپنی سعدیہ آنٹی کے گھر جانا ہو تو رہ آؤ ان کے ہاں کچھ روز۔"

"نہیں نہیں... مجھے کہیں نہیں جانا۔" وہ اس طرح گھبرا کر بولی کہ وہ تعجب میں پڑ گئے۔

"اچھا بابا' جب تک لالی ناشتا لگاتی ہے میں فریش ہو کر آتی ہوں۔" وہ جلدی سے اٹھ گئی۔ وہ ان کے پر شفقت انداز پر شرمندگی سی محسوس کر رہی تھی۔ وقار پر سوچ و کھوجی نگاہوں سے اس کی پشت تکے گئے۔

"السلام علیکم بابا جان۔" اپنے روم سے نہائی دھوئی سی اجیہ برآمد ہوئی۔ وہ ابھی ابھی کالج سے لوٹی تھی۔

"وعلیکم السلام!" انہوں نے محبت سے پُر لہجے میں اس کے سلام کا جواب دیا۔

"بھابھی کہاں ہیں وہ آج اٹھیں نہیں ابھی تک؟" اس نے صوفے پر بیٹھ کر آج کا اخبار یونہی اٹھایا۔

"طبیعت ٹھیک نہیں اس کی۔ اب وہ ہمارے گھر کی فرد ہے ذرا اس کا حال احوال پوچھتی رہا کرو۔ اس کے پاس بیٹھا کرو۔ اس کی دل جوئی کرو۔" وہ اسے سمجھانے لگے۔ کہ دیکھ رہے تھے اجیہ گھر کے معاملات سے مزید لاتعلق ہو گئی تھی۔

"کیوں... ایسا کیا ہو گیا انہیں؟" اس نے اخبار پر نظریں جمار کھی تھیں۔

"کچھ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔ تمام گھر والوں کو مل جل کر باہم محبت و رواداری سے رہنا چاہیے۔" وہ اس کے اس طرح کہہ دینے پر کچھ برہمی سے بولے۔

اب کی بار اجیہ کچھ نہیں بولی۔ وقار بھی کتاب ٹیبل پر رکھ کر ٹی وی پر نیوز لگا کر بیٹھ گئے۔

"بابا! امی کا انتقال کیسے ہوا تھا؟" کچھ دیر بعد اجیہ نے بظاہر اخبار پر نگاہیں ڈالتے ہوئے سرسری انداز

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

میں پوچھا مگر وقار بری طرح چونکے۔
وہ۔۔۔ اسے ہارٹ اٹیک ہوا تھا۔" انہوں نے آواز بند کر کے جواب دیا۔
"ان کی تدفین کہاں ہوئی ہے۔ یہیں یا لاہور میں؟" اب کی بار اس نے اخبار تہہ کر کے رکھ دیا۔
"آں۔۔۔ یہیں' لاہور سے تو ہم کافی عرصہ پہلے کراچی شفٹ ہو گئے تھے۔" انہوں نے بتایا۔
"تب تو ان کی میت میں کوئی بھی نہیں آیا ہو گا۔ کیونکہ ہمارے زیادہ تر رشتے دار وہیں رہتے ہیں۔" اجیہ نے نکتہ پکڑا۔
"اچھا' کہاں ہے ان کی قبر۔۔۔ آپ کو کبھی جاتے نہیں دیکھا۔" وہ پوری طرح ان کے چہرے پر ابھرتے ڈوبتے تاثرات کی جانب متوجہ تھی۔

"یہیں ڈیفنس کے قبرستان میں تھی۔ میں جاتا رہا ہوں' شاید تمہیں دھیان نہیں۔" وہ بڑی حیرانی میں گھرے تھے اس کے سوالات سن کر۔
"کیا آپ مجھے لے کر جائیں گے وہاں۔" وہ اب پوری سنجیدگی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔
"کیسی باتیں کر رہی ہو اجیہ۔۔۔ لڑکیاں قبرستان نہیں جاتیں۔" وہ عاجز لہجے میں بولے۔
ان کے جوابات کا بے زار انداز' لہجے کا کھوکھلا پن' اجیہ کو نیزے کی انی کی طرح چبھا تھا۔
"کہیں تو کچھ غلط ہوا ہے۔ کیا؟ یہ نہیں معلوم مگر میں بہت جلد معلوم کر لوں گی بابا۔" وہ چمکتی نگاہوں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔
تب ہی لالی نے کھانا لگنے کی اطلاع دی۔ اور وہ کھانے کے لیے اٹھ گئے۔ کھانے کے بعد میرب واپس اپنے روم میں اور وقار قیلولہ کرنے چل دیے۔
اجیہ اسی کی منتظر تھی۔ اسے دھندلا سا یاد تھا کہ کچھ تصاویر تھیں ایک چرمی کالے بیگ میں' اسے وہ بیگ اسٹور میں ڈھونڈنا تھا۔ اس نے بڑی آسانی سے ڈھونڈ بھی لیا۔ وہ اسٹور میں ایک الماری کے نچلے خانے میں دیگر کاٹھ کباڑ کے ساتھ رکھا ہوا تھا۔ اس نے بیگ جھاڑا۔ اور کھانستے ہوئے اس کی زنگ آلود زپ کھولی۔ اندر چند تصاویر تھیں۔ جن کے رنگ پھیکے پڑ گئے تھے۔ نمی سے آپس میں وہ کچھ جڑ بھی گئی تھیں۔ اس نے ایک تصویر احتیاط سے علیحدہ کی۔ اور عجیب سے محسوسات میں گھر کر تصویر دیکھے گئی۔ ایک دو تصاویر نکال کر اس نے باقی چیزیں بیگ میں یوں ہی ٹھونس دیں اور بیگ پھینک کر اسٹور سے باہر نکل آئی۔ اسے اب ایک ضروری کال کرنی تھی۔

☼ ☼ ☼

لمحہ لمحہ اس پر بہت گراں گزر رہا تھا۔
"اگر یوں ہو گیا۔" کہیں ویسا ہو گیا۔ جیسے سوالات اس کے من میں اٹھ کر اس کے صبح شام بے چین کیے ہوئے تھے۔ وہ اپنی چال چل چکی تھی۔ اب منتظر تھی کہ بازی کیا رنگ اختیار کرتی ہے۔ کبھی جی میں آتا کہ ایک مرتبہ پھر کال ملائے۔ مگر بدقت تمام وہ اپنے آپ کو روک رہی تھی۔ شاید وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ سامنے سے کیا ردعمل آتا ہے۔ اس وقت بھی وہ اپنے بوسیدہ سے بیڈ پر بیٹھی ممکنات اور ناممکنات کے متعلق اندازے لگانے میں مصروف تھی' تب ہی اس کا فون تھرتھرانے لگا۔ وہ بُری طرح چونک گئی۔ پھر فون پر نگاہ پڑتے ہی اس نے بڑی عجلت میں فون ریسیو کیا۔
"ہیلو۔ میں اجیہ بات کر رہی ہوں۔ اجیہ فاروقی۔" مکمل طور پر جذبات سے عاری لہجے میں کہا گیا۔
"ہاں۔ بولو۔" اس نے دانستہ لہجہ بے پروا بنایا۔
"آپ اس روز جو کچھ کہہ رہی تھیں' کیا وہ سچ ہے؟"
"اب بھی شک ہے تمہیں؟ میرا خیال ہے کہ ان دو تین دنوں میں تم نے یہ بات جاننے کی کوشش تو ضرور کی ہو گی۔" وہ یقین سے بولی۔ اس کا یقین غلط نہیں تھا۔
اجیہ کو اس کا پُریقین انداز کچھ اچھا نہیں لگا۔ "میں نے کیا جاننے کی کوشش کی' یہ آپ کا مسئلہ نہیں ہے۔ مجھے تو آپ کا "سچ" جانچنا ہے۔ تو پھر آپ کب ملوا رہی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

ہیں مجھے "میری ماں سے" وہ تمسخرانہ انداز میں بولی۔

"جب تم چاہو۔ جہاں تم چاہو۔" اس نے جیسے مکمل طور پر اسے بے بس کر دیا۔

"تو پھر ٹھیک ہے۔ ویمنز کالج کے سامنے جو پارک ہے اس پارک میں موجود جھیل پر وہ مجھ سے مل سکتی ہیں۔" اس نے ٹھہر ٹھہر کر بتایا۔

"کب اور کس وقت؟" اس نے محتاط انداز میں پوچھا۔

"کل صبح دس بجے شارپ۔ میں انتظار کروں گی۔"

"اکیلی آؤ گی؟"

"ہاں کیوں؟" اس کا ماتھا ٹھنکا۔

"بڑی بہادر ہو جو اتنی آسانی سے میری باتوں پر یقین کر کے اپنی ماں سے ملنے اکیلی آرہی ہو۔" توصیفی انداز میں اسے سراہا گیا۔

"بعض معاملات میں بہادری دکھانا پڑتی ہے اور آپ پر یقین کرنے یا نہ کرنے کا سوال قبل از وقت ہے۔ اس بات کا فیصلہ تو کل ہو ہی جائے گا۔" وہ پراعتماد لہجے میں بولی۔

"خوب۔ تمہارا انداز مجھے اچھا لگا۔"

"خدا حافظ' یاد رہے کل۔ دس بجے شارپ۔"

اس نے اس بات پر کوئی تبصرہ کیے بنا فون رکھ دیا۔

"شروعات تو اچھی ہے۔ تم ایک مرتبہ ملو تو سہی۔ ملاقات کا انجام بھی میں اپنی مرضی کے مطابق سیٹ کر ہی لوں گی۔" اس کی آنکھوں کی چمک لحہ بہ لحہ گہری ہوتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ اس چبھتی روشنی نے پورا کمرہ بھر دیا۔

☆ ☆ ☆

اگر آپ بدقسمت ہیں تو یہ بدقسمتی تاعمر آپ کا تعاقب کرتی ہے۔ وہ کون لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ انسان اپنی قسمت خود لکھتا ہے۔ لکھتا ہے بالکل لکھتا ہے مگر جو اپنی قسمت خود لکھتا ہے وہ بھی تو خوش قسمت ہی ہوتا ہے۔ بدقسمت انسان اپنی تقدیر کہاں بدل پاتا ہے۔ اور میں بھی شاید ان ہی لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اپنی تقدیر بدلنے کی کوشش ضرور کی مگر آج بھی کبھی کبھی لگتا ہے کہ وہ بدنصیبی جو میرا مقدر رہی ہے میرے بچوں کے تعاقب میں ہے۔ میں نے اپنے بچوں کے مستقبل کے لیے کیسی کیسی کٹھنائیاں جھیلی ہیں یہ میرا دل جانتا ہے۔

مگر یہ آج اجیہ۔ میری گڑیا سی بیٹی کو کیا ہوا؟ وہ کیوں اتنے اجنبی لہجے میں مجھ سے سوالات کر رہی تھی؟ کیا اس کا یقین مجھ پر سے اٹھ گیا ہے۔ نہیں نہیں ایسا تو ممکن نہیں۔ میں دودھ کا جلا ہوں نا اس لیے۔ ہر واقعے کو اسی پس منظر میں دیکھنے کا عادی ہوں۔ شاید یہ میرے اندر چھپا خوف ہے۔ جو مجھے ہر لحہ کھائے جاتا ہے۔ سارے سچ ایک جھوٹ کے آگے اپنی حیثیت نہ کھو دیں' یہ دھڑکا مجھے ہمیشہ لگا رہتا ہے۔ زندگی نے کبھی بھی مجھے آپشنز نہیں دیے ایک راہ منتخب کر دی اور حکم ملا کہ اس پر چلتے جاؤ میں چلتا گیا' چلتا گیا مگر اب سوچتا ہوں کہ کیا کوئی راستہ اس کے علاوہ بھی تھا؟ وقار ماضی کے دھندلکوں میں کھو رہے تھے۔

☆ ☆ ☆

اک چال چندا چل رہی تھی تو دوسری چال اس کی قسمت۔

اس سے قبل کہ وہ گھر والوں کو اپنی پسند سے آگاہ کرتی۔ قاسم کے دوست کے توسط سے اس کے لیے ایک رشتہ آگیا۔ لڑکا خوش شکل تھا۔ تعلیم یافتہ تھا۔ ذاتی گھر و کاروبار تھا اور پھر نہ ماں نہ باپ' بہنیں اپنے گھر بار والی' ہاں اک چھوٹا بھائی تھا جو عنقریب پڑھنے کے لیے باہر جانے والا تھا۔ بی بی رقیہ کو تو یہ رشتہ نعمت غیر مترقبہ ہی محسوس ہوا۔ وہ تو اس کی تنک مزاجی سے ہمہ وقت ہولا کرتی تھیں کہ اس لڑکی کا سسرال میں گزارا کیسے ہو گا۔

"واہ رے مولا تیرے کام۔ گھر بیٹھے ایسا اچھا رشتہ دلوا دیا' لو بیٹا مانو۔ بہن کو لڑکے کی تصویر دکھا دو۔ اچھا ہے دیکھ لے ویسے ہی بڑی نخریلی ہے۔" آج بی بی کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

لبوں پر اس کے لیے خیر ہی خیر کے کلمات رکھے تھے۔ مانو جو پہلے ہی لڑکے کی تصویر دیکھ کر اوکے کر چکی تھی، خوشی خوشی تصویر اٹھا کر اپنے کمرے میں لے گئی۔

"دیکھا نیک بخت! میں نہ کہتا تھا' میری چندا قسمت کی دھنی ہے دھنی' ان شاء اللہ وہاں راج کرے گی میری بیٹی۔" شیخ صاحب حقہ گڑگڑا کر گہری طمانیت سے بولے کہ وہ اور قاسم لڑکے کا گھر بار دیکھ آئے تھے۔ چال چلن کے متعلق بھی تصدیق کروالی تھی۔ خاندان کے حوالے سے بھی تسلی بخش چھان بین ہو چکی تھی۔ لڑکے کی بہنیں دور' دور شہروں میں بیاہی گئی تھیں۔ انہیں شادی پر ہی آنا تھا۔ سارے معاملات قاسم کے دوست کے توسط سے طے ہوئے تھے۔ چندا کی تصویر بھی اسی نے لڑکے کو دے دی تھی۔ اس نے اوکے کیا تب ہی یہ لوگ اسے دیکھنے گئے تھے۔

"کیا بکواس کر رہی ہو؟" وہ جو ابھی ابھی ریڈیو پر اپنی پسند کا نغمہ سن کر فارغ ہو کر بیٹھی تھی' مانو کی بات پر اٹھ بیٹھی۔

"اور کیا۔ سچ ہی تو کہہ رہی ہوں' رشتہ پکا ہو گیا ہے تمہارا۔ یہ رہی لڑکے کی تصویر' مانو نے خوشی سے ملفوف' تصویر اس کے ہاتھ میں دی۔ چندا بھنا کر ایک جھٹکے سے کھڑی ہوئی۔

"تم لوگوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ مجھے بھیڑ بکری سمجھ رکھا ہے کیا۔" وہ حلق کے بل اتنی زور سے چیخی کہ باورچی خانے سے گھبرا کر نازو دوڑی آئی۔ مانو اس کے رد عمل پر ہکا بکا ہی کھڑی تھی۔

"کیا بات ہو گئی' کیوں اتنی زور سے چلا رہی ہو۔" وہ ناگواری سے بولی۔

"چیخوں گی اور زور سے چیخوں گی وہ دیوانگی سے بولی ان لوگوں کی ہمت کیسے ہوئی میرا رشتہ یہاں طے کرنے کی۔" وہ مارے طیش کے کپکپا رہی تھی۔

"آہستہ چندا' ابا گھر پر ہیں۔" نازو نے گھبرا کر اسے کنٹرول کرنے کی سعی کی۔ بی بی بھی یہ چیخ و پکار سن کر افتاں و خیزاں دوڑی چلی آئیں۔

"ہیں تو ہوا کریں۔ سب کو اچھی طرح سمجھا دو' مجھے نہیں کرنی وہاں شادی' جہاں یہ لوگ طے کیے بیٹھے ہیں۔"

بی بی حق دق سی اس کی بکواس سنے گئیں۔

"پھر کہاں کرنی ہے۔ وہ جگہ بتا دو۔" اس ٹھہری ہوئی سنجیدہ آواز پر بی بی' مانو اور نازو کو لگا جیسے ان کے بدن کا سارا خون کسی نے نچوڑ لیا ہو۔

"ہاں۔ ہے ایک لڑکا' اسی سے شادی کروں گی میں۔" وہ قاسم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بلا خوف و خطر بولی۔

"بے غیرت۔ تیری ہڈی پسلی ایک کر دوں گا میں۔ تیری اتنی ہمت۔" بس لمحوں کا کھیل تھا۔ قاسم کے منہ سے کف اڑنے لگا اور وہ بری طرح اس پر پل پڑے۔

ہراساں سی نازو ہی اسے بچانے کو آگے بڑھی۔ بی بی تو ششدر کھڑی تھیں اور مانو بری طرح روتے ہوئے انہیں تھامے کھڑی تھی۔

"چھوڑو قاسم۔" وہ اسے چھڑانے لگیں۔

"سمجھا دو اس بے حیا کو اچھی طرح۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" ان کا تنفس بری طرح زیر و زبر تھا۔

"اے۔" وہ جو زمین پر اوندھی پڑی ہوئی تھی ایک جھٹکے سے سیدھی ہوئی۔ "جو کرنا ہے کر لو۔ شادی تو میں اسی سے کروں گی' اور اگر مجھ سے زبردستی کی کوشش کی تو میں بھاگ جاؤں گی یاد رکھنا۔" اک لمحہ کے لیے تو سب ہی کو لگا جیسے انہیں سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔ اتنی بڑی بات وہ کتنی آسانی سے کہہ گئی۔ مگر نہیں۔ انہیں سننے میں نہیں اسے سمجھنے میں غلطی ہوئی تھی۔ بہت بڑی غلطی۔

"بے شرم۔ تجھے میں آج ہی مار کر تیرا قصہ تمام کرتا ہوں۔" وہ جو باہر نکل رہے تھے پھر کر پلٹے۔

"اس کی ضرورت نہیں قاسم۔" ایک خفیف سی تھکی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

تھکی سی آواز گونجی۔ "جب نقیب گھر میں موجود ہوں تو اونچی فصیلیں بھی ریت کا ڈھیر ثابت ہوتی ہیں۔ میری رہی سہی عزت کا تماشا لگوانے سے بہتر ہے کہ اس لڑکے کے متعلق معلوم کرواؤ۔ مجھے ایک ہفتے کے اندر اندر ہی اسے اس گھر سے دفع کرنا ہے۔"

شیخ صاحب کے کندھے جھکے ہوئے تھے اور آواز میں ڈوبنے والوں جیسی آہیں تھیں۔

مانو کے لبوں سے گھٹی گھٹی سی چیخ برآمد ہوئی۔ نازو نے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ بی بی تیورا کر زمین پر گری تھیں۔

☼ ☼ ☼

دور دور تک خشک' مٹیالے پہاڑوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ نجانے وہ یہاں کیسے پہنچا تھا۔ آج بھی وہ ننگے پاؤں تھا۔ کنکر' پتھر' خشک خاردار جھاڑیاں اس کے پیروں کو زخم زخم کر چکی تھیں۔ سورج غائب تھا مگر بادل بھی نہیں تھے' نجانے یہ کون سا موسم تھا۔ حبس' شدید قہر' اور ماحول مٹیالا سا تھا۔ اور وہ دوڑ رہا تھا۔ نجانے اس پر کیا جنون طاری تھا۔ تب ہی اس کے کانوں نے مانوس سی آواز سنی۔ بے حد مہین و ناتواں سی آواز۔

"اجیہ۔ اجیہ۔" وہ وحشت ناک انداز میں چلایا۔

"میری بہن' کہاں ہو؟" وہ درد انگیز لہجے میں اسے دیوانہ وار پکارے گیا۔

"یہاں ہے آؤ اسے لو۔" شوخ سی آواز پر وہ گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ تب ہی ایک پہاڑ کی چوٹی پر اس کو وہی گلابی آنچل دکھائی دیا جس نے اس کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی۔ اس کے سڈول بازوؤں نے اک چھوٹی سی بچی کو تھام رکھا تھا۔

"آجاؤ۔ اسے بچالو' دیکھو منحوس رو رہی ہے۔ میں اسے نیچے پھینکنے لگی ہوں آجاؤ۔" بڑے دل آویز انداز میں وہ اسے پچکار کر بلا رہی تھی۔

"مت پھینکنا اسے۔ میں آرہا ہوں۔" وہ متوحش سا چیخا۔

"دیکھو' وہ دیکھو گئی نیچے۔۔۔ ہاہاہا۔" وہ ہذیانی قہقہے لگانے لگی۔

"اجیہ۔ میری بہن۔" اس کی آخری چیخ بڑی بے بس تھی کیونکہ گلابی آنچل والی نے اس کی بہن کو پہاڑ کی چوٹی سے نیچے پھینک دیا تھا۔

"اجیہ۔" اس کی گھبرا کر آنکھ کھلی تھی۔ اس نے کچھ دیر تک یاد کرنے کی کوشش کی کہ وہ کہاں ہے۔ پھر سائیڈ ٹیبل سے پانی کا گلاس اٹھا کر لبوں سے لگا کر ایک سانس میں خالی کر دیا۔ پھر اٹھا اور اضطراری انداز میں سگریٹ سلگا کر کچھ لمحوں تک کمرے میں یہاں وہاں ٹہلتا رہا۔ پھر رائٹنگ ٹیبل تک آیا۔ وہاں کا لیمپ روشن کیا۔ بے آواز انداز میں مقفل دراز کھولی اور اس میں سے گرین جلد والی ڈائری کھول کر کچھ لکھنے لگا۔ لکھتے لکھتے کبھی کبھی وہ رک کر لمبے لمبے سانس لینے لگتا۔ میرب نے آنکھوں پر رکھے بازوؤں کی اوٹ سے اسے دیکھا۔ اس کی آنکھ سائر کے چیخ کر اٹھنے سے کھل گئی تھی تاہم اس نے اپنے آپ کو سوتا ہی ظاہر کیا۔ ماحول میں اترا سناٹا بتا رہا تھا کہ رات بہت بیت چکی ہے۔ مگر وہ اس بیتی رات میں آخر کیا لکھ رہا تھا۔

میرب پریشانی و تجسس کی ملی جلی سی کیفیت میں گھری سوچے گئی۔

☼ ☼ ☼

یہ صبح اجیہ کی زندگی کی سب سے عجیب صبح تھی۔ وہ جلدی جلدی تیار ہو گئی اور ڈرائیور کے ساتھ کالج آگئی۔ ڈرائیور کے جانے تک وہ یوں ہی رخ موڑے کھڑی رہی۔ پھر اس نے اک میسج سینڈ کیا۔ بوتل کے جن کی طرح آغا حاضر تھا۔ وہ اس کے ساتھ آج بھی سمندر کنارے چلی آئی۔

"اور اگر وہاں وہ موجود ہوئیں تو۔" وہ مضطرب سی ہو کر پوچھنے لگی۔

"تو کیا' جا کر بات کر لینا۔ پتا تو چلے آخر کیا راز ہے۔" وہ مزے سے بولا۔

"تمہارے لیے یہ کہہ دینا آسان ہے آغا۔ میں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

جس مینٹل کنڈیشن سے گزر رہی ہوں اس کا تمہیں اندازہ نہیں۔" وہ اس کے لاپروا انداز پر برہم ہوئی۔

"بھئی کیا ہو گیا ہے تمہیں۔" وہ چڑ کر بولا۔ "کیوں بات بات پر ناراض ہونے لگی ہو۔ میں تمہیں بالکل ٹھیک مشورہ دے رہا ہوں۔ اگر وہاں تمہاری مام ہوئیں تو جا کر ان سے بات کر لینا۔ نہیں تو صرف دیکھ کر کیا کرنا ہے۔ اچار ڈالنا ہے۔" وہ اس سے بولا تو اجیہ اسے گھورنے لگی۔

"مسئلہ تو سارا یہی ہے۔ میرے لیے بچپن سے وہ مر چکی ہیں۔ اب اچانک وہ زندہ ہو کر میرے سامنے آئیں گی تو کیا تم میرے جذبات کا اندازہ لگا سکتے ہو کہ کیا ہوں گے؟" وہ اسے اپنا موقف بتانے لگی۔

"جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں۔ ویسے لگے گا تو تمہیں عجیب ہی۔ مگر یہ کیا سسپینس ہے یار۔ تم نے اپنے گھر میں کسی سے ذکر کیا۔"

اس نے پوچھا۔

"نہیں۔" اجیہ نے نفی میں سر ہلایا۔ "سچ جاننے کے لیے یہ ضروری تھا۔"

"تو گویا تمہیں اس عورت کی باتوں پر کچھ نہ کچھ یقین ضرور ہے؟"

"ہاں۔ نجانے کیوں میں اس کی باتوں کو رد نہیں کر سکی۔" اس نے اعتراف کیا۔ "مگر میں بے حد کنفیوژ ہوں۔"

"ہاں وہ تو لگ ہی رہی ہو' یہ لو پیو۔" اس نے جوس کا ٹن اس کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔ جو اس نے بے دلی سے پرے کر کے نفی میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ اسی اثناء میں پونے دس ہو گئے تب وہ اٹھ گئے۔

"وش یو بیسٹ آف لک۔" آغا نے اس کے گاڑی سے اترنے کے بعد اسے انگوٹھا دکھایا۔

"ہوں۔" وہ ناچار مسکرائی اور پارک میں قدم رکھ دیے۔ اندر موجود اکا دکا افراد نے اسے معنی خیزی سے دیکھا۔ وہ نظر انداز کرتے ہوئے۔ جھیل تک آئی اور وہاں لگے بے شمار درختوں میں سے اک موٹے تنے والے برگد کے درخت کی اوٹ میں کھڑی ہو گئی۔ اس نے بے تابی سے گھڑی دیکھی سوا دس ہو رہے تھے۔ تب ہی کالی چادر کی بکل مارے کوئی عورت یہاں وہاں مشکوک انداز سے دیکھتی ہوئی وہاں نصب بنچوں کی اور بڑھتی دکھائی دی۔ پھر ایک بینچ منتخب کر کے وہ بیٹھ گئی۔ اس نے چادر سے اپنا آدھا چہرہ چھپا رکھا تھا۔ وہ محتاط انداز سے ارد گرد دیکھے جا رہی تھی۔ پھر اس نے منہ سے چادر ہٹا کر رومال سے شاید پسینہ پونچھا تھا۔ اور تب ہی اجیہ نے دیکھا۔ کھنڈرات بتا رہے تھے کہ عمارت وہی تھی جو اس نے شادی کی تصاویر میں اپنے باپ کے پہلو میں دیکھی تھی۔ اس کے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ گئے۔ دل بری طرح دھڑکنے لگا۔ آنسو تھے کہ بے وجہ ہی گالوں پر پھسل آئے اور اس کے قدم میانکی انداز میں اس کی جانب بڑھنے لگے۔ ابھی وہ اس بنچ کے نزدیک پہنچ بھی نہیں پائی تھی کہ وہ عورت لپک کر اس تک پہنچی۔

"میری بچی۔ میری اجیہ۔" اس نے والہانہ انداز میں اسے خود سے لپٹا لیا۔ "کتنی تڑپی ہوں۔ کتنا روئی ہوں میں تمہارے لیے۔" وہ اسے بے تحاشا چوم کر بولی۔ اجیہ سُن سی کھڑی تھی۔

"کیسا اندھیر ہے میرے مولا۔ اک بے بس ماں اپنی نوزائیدہ بچی کے لیے تڑپتی رہی مگر کسی کو ترس نہ آیا۔" اس کی آنکھوں سے سیل رواں جاری تھا۔

"آ۔ آپ نے مجھے کیسے پہچانا۔" اجیہ کے منہ سے تحیر آمیز سرسراتی آواز نکلی۔

"ماں ہوں تمہاری میرے بچے! تمہارے وجود کی خوشبو نے تمہارا پتا بتا دیا۔" وہ اسے یوں چھو چھو کر دیکھ رہی تھی گویا اس کے ہونے کا یقین کرنا چاہتی ہو۔

"چلو' چلو میرے گھر' باہر ٹیکسی کھڑی ہے۔ ابھی تو مجھے اپنی بچی سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر بے قراری سے بولی۔

"آج نہیں پھر کبھی۔" وہ شدید ذہنی دھچکے میں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

تھی۔

"نہیں۔ نہیں آج ہی۔ ابھی تو میری ممتا کو قرار بھی نہیں ملا تمہیں دیکھ کر۔" وہ جذباتیت سے بولی۔ تو وہ پسپا ہو کر اس کے ساتھ چل دی۔ زندگی کا یہ موڑ اسے کس سمت لے جانے والا تھا اگر جان جاتی تو یہیں ٹھہر جاتی۔

☆ ☆ ☆

گھر میں موت کا سناٹا طاری تھا۔ گھر کے سب ہی نفوس ایک دوسرے سے دانستہ نگاہیں چرائے پھر رہے تھے۔ نہ کسی کو ڈھنگ سے کھانے پینے کا ہوش تھا نہ کسی اور بات کا۔ ایسے میں بی بی کی آواز کبھی کبھی ماحول کا سناٹا چیر دیتی۔

"ہائے میرے مولا۔ میرے مالک! یہ سیاہ دن دکھانے سے پہلے تو نے مجھے مٹی میں کیوں نہ ملا دیا۔" وہ کرلا رہی تھیں۔ اور شیخ صاحب تو دو ہی دنوں میں اپنے بستر سے لگ گئے تھے۔ انہوں نے ایک گہری چپ اوڑھ رکھی تھی مگر بی بی جانتی تھیں کہ وہ اندر سے قطرہ قطرہ پگھل رہے ہیں۔ ایسے میں اگر کوئی ہواؤں کی طرح ہلکا پھلکا تھا تو وہ صرف چندا تھی۔ اس کے انداز سے لگتا تھا کہ جیسے گھر میں کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ حالانکہ گھر میں وہ کچھ بیت چکا تھا کہ جس کا مداوا نہ تھا۔

"کیا مصیبت ہے۔ آج پھر دوپہر میں روٹی بنالی۔ تم جانتی ہو، مجھے دوپہر میں چاول کھانے کی عادت ہے، مجھے نہیں کھانی روٹی۔ جاؤ میرے لیے چاول بناؤ۔" چندا نے دیکھ کر حسب معمول وعادت اعتراض جڑا۔

مانو خاموشی سے بنا کچھ کہے اٹھنے لگی۔ نازو جو چندا کو قہر آلود نگاہوں سے دیکھ رہی تھی اس نے یکدم ہی اس کا ہاتھ پکڑا۔

"تم بیٹھ کر کھانا کھاؤ اور تم اس نے نفرت سے اسے دیکھا، روٹی کھانی ہے تو کھاؤ۔ نہیں تو خود ہاتھ پیر ہلالو۔ یہاں کوئی تمہارا نوکر نہیں ہے، جو تمہارے احکامات بجا لائے۔" وہ کہہ کر کھانے کی جانب متوجہ ہو گئی۔

دو منٹ تک تو چندا اسے خون آشام نگاہوں سے گھورتی رہی۔ پھر جھٹکے سے اٹھی اور صحن میں نکل گئی۔

"ابا سے شکایت لگانے گئی ہے۔" مانو نے بے ساختہ کہا پھر یک دم ہی جیسے بے بسی سے ہونٹ کاٹنے لگی۔

"وہ یہ حق کھو چکی ہے مانو۔ جنہیں ہم نے اپنے دل میں بہت اونچے مقام پر بٹھا رکھا ہو۔ وہ جب اس مقام سے گرتے ہیں تو اتنے نیچے چلے جاتے ہیں کہ جھک کر دیکھنے پر بھی دکھائی نہیں دیتے۔" وہ کھانا کھا کر برتن ٹرے میں رکھنے لگی۔ تب ہی وہ واپس لوٹی الٹے ہاتھ سے اپنی سیدھی کلائی تھامے۔ "برنال کہاں ہے" وہ تکلیف دہ انداز میں بولی۔ شاید اس نے چاول بنانے کے چکر میں اپنا ہاتھ جلا لیا تھا۔

"اماں کے پاس رکھی ہوئی ہے۔" جواب مانو نے دیا تھا۔ نازو برتن سمیٹ کر بنا اس کی طرف دیکھے کمرہ عبور کر گئی تھی۔

"لا کے دو فوراً" وہ اپنی کلائی پر پھونکیں مارتی ہوئی بولی۔ مانو اٹھی اور اماں کے کمرے میں جا کر آہستگی سے بولی۔

"برنال چاہیے۔ چندا نے اپنا ہاتھ جلا لیا ہے۔"

اور بی بی نے آج اس کے پھوہڑ پن پر بالکل غصہ نہیں کیا۔ چپ چاپ اپنے سرہانے بنے طاق میں سجی انواع و اقسام کی چیزوں میں سے برنال برآمد کر کے اسے تھما دی۔ مانو اسے تھام کر باہر چل دی۔ بی بی بلا ارادہ ہی وہ واقعہ سوچ گئیں کہ جب ایک مرتبہ انہوں نے چندا کے ذمے سبزی کاٹنے کا کام لگایا تھا۔ پیاز کاٹتے کاٹتے یک دم ہی تیز دھار چھری اس کے انگوٹھے پر پھر گئی تھی۔ زیادہ کچھ نہیں ہوا تھا، محض اوپر کی کھال چھلی تھی مگر اس نے رو رو کر آسمان سر پر اٹھا لیا تھا۔ پھر شیخ صاحب نے بی بی کے وہ لتے لیے تھے کہ خدا کی پناہ۔ اور یوں آئندہ اس سے سبزی کٹوانے پر بی بی نے توبہ کر لی تھی۔

"شیخ صاحب! کھانا کھالیں۔" بی بی نے گھبرا کر

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

انہیں آوازدی۔

"دل نہیں چاہ رہا نیک بی بی۔" وہ ہنوز کروٹ لیے لیٹے تھے۔ مگران کی نم آواز گواہ تھی کہ وہ رو رہے تھے۔ بی بی تڑپ کران کے تخت پر آکر بیٹھیں۔

"شیخ صاحب! آپ رو رہے ہیں؟" خود ان کی آواز بھی بھیگ گئی تھی۔

"نہیں بی بی۔ یہ تو میرے دل میں پکتا ناسور ہے جو آنکھوں کے راستے بہہ رہا ہے۔" وہ نحیف آواز میں بولے۔

"کیوں ہلکان کررہے ہیں خود کو۔" وہ ان کا کندھا دبانے لگیں۔

بعض اوقات درد اتنا سوا ہوتا ہے کہ اسے بیان نہیں کیا جاسکتا۔ وہ بھی اس وقت درد کی اسی کیفیت سے گزر رہے تھے۔

"پانی پلاؤں؟"

"پلادو۔" اور بی بی اٹھیں اوران کی مخصوص صراحی میں سے صاف ٹھنڈا پانی نکال کر انہیں دیا۔ وہ اٹھے۔ انہوں نے گلاس تھاما۔ گلاس تین گھونٹ میں خالی کر کے انہیں دوبارہ تھمادیا۔ وہ اٹھے کھڑے ہوئے اور اپنی چلنے کی اسٹک تھامی۔

"کہاں چلے۔ کھانا تو کھالیں؟" بی بی نے پریشانی سے کہا۔

"بھوک نہیں۔ گھر میں دم گھٹ رہا ہے۔ ذرا باہر سے ہو کر آتا ہوں۔" انہوں نے قدم بڑھائے۔

"مگر ابھی تو بہت دھوپ ہے باہر۔ ذرا دن ٹھنڈا پڑنے دیں۔"

"میرے اندر اتنی آگ دہک رہی ہے بی بی کہ باہر کی گرمی میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ مت روکو مجھے، نکلنے دو باہر۔" وہ بے بسی سے بولے۔ اور یہ کہہ کر باہر چل دیے۔ بی بی ایک مرتبہ پھر گھٹی گھٹی آواز میں رونے لگیں۔

"ہائے میرے اللہ۔ کیا اسی دن کے لیے اماں باوا اپنے بچوں کے لاڈ اٹھاتے ہیں کہ یہ یوں اپنی من مانی کر کے اپنے ماں باپ کے منہ پر کالک تھوپیں۔"

ادھر چندا ان ساری باتوں سے بے نیاز چادر منہ تک تانے چھوٹے سے ریڈیو پہ کہیں سے — آتا کوئی ڈرامہ بغور سننے میں مشغول تھی۔

دو تین دن قبل آصف شیرازی کو فون پر وہ تمام تفصیلات بتا کر سمجھا چکی تھی۔ اس جمعہ کو وہ اس کا رشتہ لے کر آرہا تھا۔ یہ محاذ وہ اتنی جلدی فتح کرلے گی۔ اس کا تو خود اسے بھی اندازہ نہیں تھا۔

☆ ☆ ☆

"میرے ابا جی مرحوم غریب آدمی تھے۔ کچھ قرضہ لے رکھا تھا انہوں نے تمہارے باپ سے۔ وہ قرضہ اتار نہیں سکے۔ الٹا میرا رشتہ تمہارے باپ کے ساتھ طے کردیا۔ میں نے اس وقت انیسویں سن میں قدم رکھا تھا تمہارا باپ مجھ سے دوگنی عمر کا تھا۔ مگر میں باپ اور بھائیوں کی عزت کو سنبھالے ہوئے اس کے گھر بیاہ کر چلی آئی۔ بڑی عمر کا مردیوں بھی شکی ہی ہوتا ہے اور اگر اس کی بیوی ذرا اچھی شکل وصورت کی ہو تب تو اس کے شکوک و شبہات سوا نیزے پر پہنچ جاتے ہیں۔ میرے کہیں آنے جانے پر پابندی تھی۔ غیر تو غیر رشتے داروں تک سے یہ مجھے ملنے نہیں دیتا تھا۔ میرا میکا جانا اسے پسند نہیں تھا۔ زندگی مجھ پر ہر طرح سے تنگ کر رکھی تھی اس آدمی نے۔

ایک روز میں ذرا دیر کو تنہائی سے گھبرا کر کھڑکی میں کھڑی ہوگئی۔ اس نے دیکھ لیا۔ مجھے اتنا مارا کہ میں بے ہوش ہوگئی۔ شادی کے کچھ عرصے بعد ہی میرے ماں باپ فوت ہوچکے تھے۔ زندہ ہوتے تو دیکھتے کہ چند روپوں کی خاطر کس جہنم میں بیٹی کو اٹھا پھینکا تھا۔ بھائی اپنی دنیا میں مگن، بہنیں بیاہ کر دور دیس جا بسی تھیں۔ ایسے میں کون تھا جو تمہارے باپ سے اس کے ناروا سلوک کے متعلق باز پرس کرتا۔ اس لیے وہ اور شیر ہوتا گیا۔ میں اپنی جانب سے ہر ممکن کوشش کرتی کہ اسے کوئی شکایت نہ ہو مگر قسمت کی خرابی انسان درست نہیں کرسکتا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

یہ اپنے کاروبار کے سلسلے میں اکثر شہر سے باہر جاتا تھا۔ ان دنوں یہ اپنے ایک خاص کارندے کو میری نگرانی پر مامور کر جاتا۔ یہ تمہاری پیدائش کے بعد کا قصہ ہے' یہ حسب معمول اپنے کسی کام سے دوسرے شہر جارہا تھا۔ اس روز بہت موسم خراب تھا۔ بارش نے طوفان کی شکل اختیار کرلی تھی۔ یہ مغرب کے بعد ایئرپورٹ کے لیے نکل گیا۔ تمہاری پیدائش کے بعد میں بہت بیمار ہوگئی تھی۔ مارے نقاہت کے مجھ سے اٹھا بھی نہ جاتا تھا۔

اس کو گئے تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ اس کا ہی کوئی دوست ایک اٹیچی کیس اٹھائے اس سے ملنے چلا آیا۔ اس زمانے میں موبائل تو تھے نہیں۔ گھر کا فون ڈیڈ پڑا تھا۔ اس نے اطلاع دینے کی کوشش کی تھی۔ مگر بوجوہ نہ دے سکا۔ خیر اس کی آمد کا مجھے بشیرن ملازمہ نے بتایا۔ خرابی موسم کی وجہ سے سڑکیں بند تھیں۔ سواری ملنا بھی مشکل۔ میں نے کہا مہمان خانہ کھلوادو' وہیں پڑ جائے گا۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ میری نیکی اگلے ہی لمحے میرے گلے پڑ جائے گی۔

طوفانی بارشوں کی وجہ سے فلائٹ کینسل ہوگئی اور تمہارا باپ واپس گھر چلا آیا۔ میں اس وقت اپنے کمرے میں سورہی تھی جب اس کے بُری طرح چیخنے سے میری آنکھ کھل گئی۔ میں دحشت زدہ سی ہو کر لاؤنج کی طرف بھاگی۔ وہ اپنے دوست کو بری طرح زدوکوب کررہا تھا' دوست اپنی صفائی میں کچھ کہنے کی کوشش کرتو رہا تھا مگر اس پر تو گویا دیوانگی طاری ہوچلی تھی۔ جیسے ہی میں لاؤنج میں داخل ہوئی اس کے غصے کا رُخ میری طرف ہوگیا۔ اس نے مجھے بہت مارا' مغلظات بکیں' الزام تراشی کی' بہتان باندھا۔ میں ہاتھ جوڑے گڑگڑاتی رہی مگر تمہارے شکی مزاج باپ کو ذرا بھی رحم نہ آیا۔ اس نے دھکے مار کر مجھے اس بُری بارش میں اپنے گھر سے نکال باہر کیا۔ تمہیں بھی دیکھنے نہ دیا۔"

اس کا پورا وجود جھٹکوں کی زد میں تھا اور وہ بری طرح رورہی تھی۔

اجیہ بنا پلک جھپکائے بہتی آنکھوں میں بے یقینی سموئے یہ داستان سنتی رہی۔

"پھر اس کے بعد آپ نے کیا کیا؟" اس کے منہ سے سرسراہٹ نما آواز نکلی۔

"کیا کرتی؟ خودکشی ہی کرنے جارہی تھی کہ تمہارے باپ کے دوست ہی نے سمجھایا کہ اپنے گھر والوں سے بات کرو۔ میں ان سے بات کرتی' اس سے قبل ہی وہ میرے گھر والوں کو میری بے حیائی اور گھر چھوڑ جانے کے قصے سنا چکا تھا۔ انہوں نے صاف لفظوں میں مجھے قبولنے سے انکار کردیا۔" اس نے آہستگی سے اپنی آنکھیں پونچھتے ہوئے دل گرفتہ انداز میں بتایا۔

"بہت ظلم ہوا ہے آپ کے ساتھ۔" اس نے ہچکیوں کے درمیان کہا۔ "پھر آپ نے زندگی دوبارہ شروع کیسے کی؟ کیا شادی کرلی؟"

"پہلی شادی ہی اتنا بھیانک تجربہ تھی کہ آئندہ کرکے کیا کرنا تھا۔ تعلیم میری اتنی نہیں تھی' شروع میں چھوٹی موٹی نوکریاں کرکے گزارا کرتی رہی۔ قسمت میڈم کے پارلر لے گئی۔ آج تک وہیں جاب کررہی ہوں۔" وہ یاسیت سے مسکرائی۔

"آپ نے اپنے حق کے لیے آواز کیوں نہیں اٹھائی۔" وہ ایک دم مشتعل ہوکر بولی۔

"میں مفلس' غریب' خالی جیب میری بھلا کون سنتا؟" اس نے اپنا مذاق خود اڑایا۔

"مجھے آپ کے بھائی بہنوں پر حیرت ہے' انہوں نے کیوں آپ کی بات نہیں سنی؟" وہ کڑوے لہجے میں بولی۔

"اپنے گلے میں گھنٹی کون باندھتا ہے۔" وہ رنجیدہ سی بولی۔ "میرے سچ کو تسلیم کرلیتے تو اخلاقاً" یا دنیا داری ہی کو مجھے چھت کا تحفظ بھی فراہم کرنا پڑتا۔"

"زندگی نے بہت غلط کیا ہے آپ کے ساتھ۔" اس کے آنسو پھر بہنے لگے۔ وہ بستر سے اٹھی اور اس

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

کے نزدیک آکر اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر مضبوط لہجے میں بولی۔

"کوئی آپ کا ساتھ دے یا نہ دے میں آپ کا ساتھ دوں گی۔ آپ کو وہ سارے حق دلاؤں گی جن سے آپ کو محروم رکھا گیا ہے۔ یہ میرا آپ سے وعدہ ہے۔" اس نے ایک عزم سے کہہ کر اس کے ہاتھ چوم کر آنکھوں سے لگا لیے۔

"میری بچی۔ مجھے تجھ سے یہی امید تھی۔ سدا خوش رہے تو۔" اس نے بھی جواباً" اجیہ کا ماتھا چوم کر کہا۔

"امی! مجھے جانا ہے۔ نہیں تو دیر ہو جائے گی۔" وہ اپنا بیگ اٹھا کر کندھے پر ٹکاتی ہوئی بولی۔

"ایسے کیسے۔ تو پہلی بار گھر آئی اور یوں ہی سوکھے منہ چلی جائے گی۔" وہ گڑبڑا کر اٹھی۔

"رہنے دیں۔ اب تو آتی ہی رہوں گی۔ فی الحال مجھے ٹیکسی تک چھوڑ دیں۔" وہ اداسی سے مسکرا کر بولی۔

زندگی میں انسان پر ناقابل یقین وقت بھی آتا ہے۔ یہ اجیہ کی زندگی کا ناقابل یقین وقت تھا۔ مگر اس نے بہت جلد ہی اس پر یقین کر لیا تھا۔

واپسی کے سفر میں — وہ سارا وقت روتی رہی۔ رو رو کر اس کی آنکھیں پتھرا سی گئی تھیں۔ سر میں درد کی لہریں اٹھ رہی تھیں پورا بدن جلتا انگارہ بن گیا تھا۔

جس دم وہ ٹیکسی سے اپنے گھر کے گیٹ پر اتری۔ اس کے قدم اندر بڑھنے سے انکاری ہو گئے۔ وسیع و عریض گیٹ کو دیکھ کر اس کی آنکھوں کے سامنے تنگ و تاریک سیڑھیاں جو اس کی ماں کے فلیٹ تک جاتی تھیں، گھوم گئیں۔ اسے دیکھ کر چوکیدار نے مستعدی سے دروازہ کھول دیا۔ وہ مرے مرے قدم اٹھاتی اندر داخل ہوئی۔ سامنے ہی سرسبز لان تھا۔ کھلے پھولوں کی خوشبو پر بوسیدہ فلیٹ کی متعفن راہداریاں حاوی ہو گئیں۔ گھر کے داخلی حصے میں داخل ہوئی تو فرش کی چمک — نے دھیان فلیٹ کے اکھڑے ٹوٹے فرش میں اٹکا دیا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا رہا تھا اس نے آخری منظر جو دیکھا، وہ یہ تھا کہ وقار صاحب تیزی سے اس کے نزدیک آ رہے تھے۔ انہیں پوری قوت سے دھکیلنے کی خواہش لیے وہ زمین پر گرتی چلی گئی۔

☆ ☆ ☆

آج جمعہ تھا۔

آنے والے مہمان ناپسندیدہ ہی سہی مگر بہرحال آ تو رہے تھے اور ان کی خاطر داری بھی کرنی ہی تھی۔ بے دلی ہی سے ہی مانو نے گھر کی صفائی ستھرائی کر دی تھی۔ نازو نے شامی کباب، چنا چاٹ اور دہی بڑے بھی بنا دیے تھے۔ چندا سب کی کیفیات سے بے پروا اپنی رگڑائی، دھلائی میں مصروف تھی۔ شیخ صاحب نجانے کون کون سی فکرات کو مُحقّے کے دھوئیں میں اڑانے کی کوشش کر رہے تھے۔ بی بی بھی تفکرات میں گھری بے دلی سے رات کی سبزی بنا رہی تھیں۔ قاسم بالکل خاموش سا تھا جبکہ ہاشم تو کسی گنتی ہی میں نہیں تھا۔

سہ پہر سے شام ہوئی۔ شام سے مغرب۔ پہلے دبی دبی سی بے چینی پھیلی۔ پھر جھنجھناہٹ تیز ہو گئی۔ بجی سنوری سی چندا پہلے تو اتراتی پھر رہی تھی۔ پھر وہ کچھ جھنجھلائی، آخر میں فکرمند ہو کر آصف کو آفس کے نمبر پر فون کیا۔

"شیرازی تو صبح کی فلائٹ سے دبئی روانہ ہو گئے ہیں۔ انہیں ملک صاحب نے نوکری سے برخاست کر دیا ہے۔ کوئی کیس چل رہا تھا ان پر۔ سب کچھ ان کی اپنی وجہ سے ہوا ہے۔" آپریٹر نے جو اطلاع دی، وہ چندا کے لیے کسی دھماکے سے کم نہیں تھی۔ اسے لگا اس کے وجود کے پرخچے اڑ گئے ہوں۔

"وہاں کا کوئی کانٹیکٹ نمبر۔" اس نے تھوک نگل کر پوچھا۔

"جی ہمیں کیا معلوم۔ بلکہ یہ بات بھی مشکوک ہی ہے کہ وہ دبئی ہی گئے ہیں یا۔" وہ کچھ اور بھی کہہ رہی تھی مگر چندا کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے لہٰذا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

دوسری جانب سے آتی آواز سن نہ سکے۔

☆ ☆ ☆

اس کے حلق میں کانٹے سے پڑ رہے تھے۔ تب ہی اس نے مندی مندی سی آنکھوں سے اردگرد کا جائزہ لیا۔

"ارے اجیہ! کیا ہوا' کچھ چاہیے کیا؟" اس کے سرہانے رکھی کرسی پر براجمان میرب نے اسے اٹھتے دیکھ کر سرعت سے پوچھا۔

"پانی۔" وہ بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ پیٹھ میں ایک درد کی لہر اٹھی اس کی کراہ نکل گئی۔

"آرام سے بیٹھو بھئی اور یہ لو پانی۔" وہ اسے پانی تھما کر واپس کرسی پر ٹک گئی۔

"اب کیسی طبیعت ہے؟" اس نے گلاس اس کے ہاتھ سے لے کر رکھا۔

"مجھے کیا ہوا ہے۔" وہ ناسمجھی سے اسے دیکھ کر پوچھنے لگی۔

"واہ بھئی۔ یہاں ہم سب کی جان تمہارے لیے آدھی رہ گئی اور تمہیں یہ ہی نہیں معلوم کہ تمہیں ہوا کیا ہے۔؟" وہ شوخی سے بولی۔

"بھابھی پلیز۔ میں سنجیدہ ہوں۔" وہ واقعی مکمل سنجیدگی سے بولی۔

"اس روز تم کالج سے آنے کے بعد بے ہوش ہوگئی تھیں۔ تمہیں بہت تیز بخار تھا' غالباً" اسی لیے اس دن تم کالج سے ٹیکسی پر آئی ہوگی۔ طبیعت خراب تھی تو گھر کال کر کے ڈرائیور کو بلوالیتیں۔" میرب نے رسان سے بتایا۔

"آں۔ ہاں" وہ چونکی اس کے ذہن میں اس دن گزرے واقعات در آئے۔

"فون بزی تھا گھر کا۔ ان فیکٹ میرے پاس بیلنس بھی نہیں تھا۔" وہ وضاحتی انداز میں بولی۔

"خیر۔ پھر تمہیں بابا نے اٹھایا اور روم تک لائے۔ ڈاکٹر انصاری کو فون کیا۔ انہوں نے تمہارا چیک اپ وغیرہ کر کے تمہیں انجکشن دیے۔ ذہنی دباؤ کی وجہ سے بے ہوش ہوئی تھیں تم۔" میرب نے مفصل بتایا۔

"تم پورے تین دن بعد مکمل ہوش و حواس میں ہو آج۔ ہوش میں تو خیر تم کچھ دیر بعد ہی آگئی تھیں مگر بخار کی شدت کی وجہ سے غنودگی میں تھیں پھر مسکن دواؤں کے زیر اثر تم سوتی بھی رہیں۔

"اوہ نو۔ مجھے تین دن ہوگئے اس کنڈیشن میں۔" وہ حیرت سے بولی۔

"جی بالکل۔ بابا تو مسلسل روتے رہے ہیں۔ وہ تو تمہارے سرہانے سے ہٹ ہی نہیں رہے تھے۔ انہیں بڑی مشکل سے سمجھا بجھا کر ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی تو اپنے روم میں بھیجا ہے' ایسے تو وہ خود اپنی طبیعت خراب کرلیں گے۔" اس نے بتایا۔ مگر نجانے کیوں وقار صاحب کے تذکرے پر اجیہ کے چہرے کے عضلات تن سے گئے۔

"سائر بھی دن رات چکر لگا رہے ہیں تمہارے کمرے کے۔ اجیہ! تم بہت خوش قسمت ہو کہ تمہارا خیال رکھنے والے تم سے پیار کرنے والے لوگ تمہارے نزدیک ہیں۔" میرب بولی۔

"کون جانے۔ خوش نصیب ہوں یا بدنصیب۔ دنیا کی سب سے سچی اور بے لوث محبت سے دور کرنے کے بعد یہ میرے لیے اب اتنے فکرمند کیوں ہیں۔ اب تو میں اپنا خیال خود رکھ سکتی ہوں' ان کی فکرمندی اور احساس اس وقت کہاں تھے جب یہ اک شیر خوار کو اس کی ماں سے علیحدہ کر رہے تھے' ابھی وہ یہ سوچ ہی رہی تھی کہ دروازے پر دستک دے کر وقار صاحب کمرے میں داخل ہوئے۔

"میری بیٹی جاگ گئی۔" وہ خوشی سے اس کی جانب بڑھے۔

"جی بابا! جاگ گئی۔ اب تو ریلیکس ہو جائیں آپ۔" میرب خوش دلی سے بولی۔ اجیہ کا چہرہ سپاٹ تھا۔

"کچھ کھائے گی میری بیٹی۔" وہ اس کے نزدیک بیٹھ کر اینا بازو اس کے گرد پھیلا کر بولے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

Click on http://www.Paksociety.com for More

(کہیں سے زہر لادیں۔ تو اس اذیت سے تو چھٹکارا ملے) وہ کس سے مس نہ ہوئی۔

"کیا بات ہے، ہمارا بیٹا ہم سے ناراض ہے کیا؟" انہوں نے اس کی پیشانی چوم کر پوچھا۔ اس نے محبت کے اس مظاہرے کو بہ وقت تمام برداشت کیا پھر بے تاثر لہجے میں بولی۔

"آپ جاکر آرام کریں۔ مجھے کچھ درکار ہوگا تو بھابھی سے کہہ دوں گی۔"

"اچھا۔ اچھا جیسے تمہیں اچھا لگے۔ اوہ بیٹی میرب! انہیں یک دم جیسے کچھ یاد آیا، تمہاری سہیلی کا فون ہے، جاکر سن لو اور ایک بات تو بتاؤ۔ یہ تمہارا موبائل کیوں ہر وقت آف رہتا ہے۔ تمہارے میکے سے جب کوئی فون کرتا ہے، یہی شکایت کرتا ہے۔ دھیان رکھا کرو۔" وہ ذرا خفگی سے بولے۔

"کچھ روز پہلے فون پر ان نون نمبر سے کالیں آرہی تھیں۔ اس لیے سائر کہہ رہے تھے کہ فون آف رکھو، ویسے بھی گھر کا فون ہے تو مجھے پرسنل فون رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔" وہ اٹھتے ہوئے بتانے لگی۔

"رانگ کالز تو گھر کے نمبر پر بھی آجاتی ہیں۔ فون بند کردینا تو اس مسئلے کا حل نہ ہوا۔ تم کرو آن اپنا فون۔ ابراہیم بھی کیا سوچتا ہوگا ایسے فون بند کرکے بیٹھ جانا کوئی تک ہے۔"

"سائر نہیں مانیں گے بابا۔ پلیز آپ مجھے مجبور مت کریں۔" وہ پریشانی سے بے ساختہ بولی۔ وقار صاحب تفکر میں پڑ گئے۔ میرب مڑ کر کمرہ عبور کر گئی۔

اجیہ کے چہرے پر مسکراہٹ زہر کی طرح پھیلی تھی۔

"گویا تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔" اس نے سوچا۔

☆ ☆

"دیکھ لیا من مانی کا نتیجہ۔ جس کی خاطر باپ بھائی کی نظر میں خود کو ارزاں کیا وہ چپ چپاتے کہیں اور نکل گیا۔ اگر اسے اتنا ہی تمہاری عزت کا خیال ہوتا تو لاکھ رکاوٹیں آتیں مگر وہ اپنی زبان سے نہ پھرتا۔ جس آدمی کی زبان ہی ایک نہیں اس کا کیا اعتبار۔ اگر ماں باپ کے فیصلے کے آگے سر جھکاتیں تو آج یہ سر شرمندگی سے نہیں جھکا ہوا ہوتا۔" نازو کی لتاڑ۔

"اب بھی وقت ہے شریف بیبیوں کی طرح باپ کے فیصلے کے آگے سر جھکادے۔ آگے سارے راستے آسان ملیں گے۔ ارے جو تجھے بیچ راستے میں چھوڑ گیا۔ اب اس کے لیے جوگ لے گی کیا۔" بی بی کی نصیحتیں۔

"مجھے اب اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں، جتنا ذلیل وہ ہمیں کروا سکتی تھی کروا چکی۔ وہ ٹی وی پر کام کرنے والا نوسرباز اچھا ہوا خود ہی بھاگ گیا۔ گھر تک آتا تو سہی ٹانگیں نہ توڑ دیتا اس کی تو قاسم نام نہیں۔" دن رات قاسم کے دعوے۔

شیخ صاحب البتہ کچھ نہ بولے، گھر کی فضا مکدر تھی۔ اس کی وجہ سے مانو کو بھی کالج سے اٹھالیا تھا۔ وہ بیٹھی الگ کلستی رہتی۔ کچھ روز میں نازو کی تاریخ لینے اس کے سسرال والوں کو آنا تھا۔ بی بی اس سے پہلے ہی یہ اونٹ کسی کروٹ بٹھا دینا چاہتی تھیں۔

اور وہ چپ چاپ اپنے آپ کو حالات کے دھارے پر چھوڑے ہوئے تھی۔ زندگی میں سب کچھ اتنی آسانی سے نہیں ملتا اور اپنے خوابوں کی تعبیر تو بالکل بھی نہیں۔ یہ بات تو وہ جانتی تھی کہ راستے میں کٹھنائیاں، دشواریاں آئیں گی مگر وہ اس بات سے ناواقف تھی کہ اس کے راستے ہی مسدود ہوجائیں گے۔ وہ دن رات سوچوں میں غلطاں رہتی۔ شہزادی کو دو تین بار مزید فون کرنے پر بھی آپریٹر نے سابقہ جواب ہی دیا تھا۔ گھر پر فون نہیں تھا۔ اور اس کے گھر کا پتا بھی لاپتا تھا۔ ایسے میں وہ کوئی روزن تلاش کررہی تھی جو اسے اس قید سے نجات دلائے اور پھر اک روز اس نے فیصلہ کرلیا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

☼ ☼ ☼

"میں نے سوچا تم ملنے آؤ گی نہیں سو اسی لیے کل تمہیں فون کیا اور آج خود ہی ملنے چلی آئی۔" ماریہ نے فروٹ چاٹ کھاتے ہوئے کہا۔ وہ اور میرب اس وقت میرب کے روم ٹیرس پر رکھی کین کی چیئرز پر براجمان تھیں۔ لنچ کے بعد وہ ٹیرس پر چلی آئی تھیں۔ موسم ابر آلود تھا اس لیے سہ پہر میں بھی شام کا گمان ہو رہا تھا۔ سرمئی بادل، ٹھنڈی مست ہوا، فضا میں تیرتے خوش رنگ طائر اور سہ پہر کا مخصوص سناٹا۔

یہ موسم میرب اور ماریہ دونوں ہی کا پسندیدہ تھا۔

"اچھا کیا یار۔ میرا خود تم سے ملنے کو بہت دل چاہ رہا تھا۔"

"اجیہ کی طبیعت کیسی ہے؟"

"بہتر ہے۔" اس نے بتایا۔

"اور تمہاری؟ مجھے تو تمہاری طبیعت بالکل بھی ٹھیک نہیں لگ رہی۔ اسکن دیکھو کتنی رف ہو رہی ہے اور آنکھوں کے نیچے حلقے، ہونٹ خشک اور پپڑی زدہ، میرب! یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ چند ہی ماہ میں۔" ماریہ ازحد تشویش سے بولی۔ اور خالی پیالی سامنے ٹیبل پر رکھ دی۔ میرب پھیکی سی ہنسی ہنس دی۔

"کچھ نہیں۔ بس گھر کے بکھیڑوں میں وقت ہی نہیں ملتا خود پر دھیان دینے کا۔"

"آدھ درجن تو نوکر ہیں تمہارے ہاں۔ کیا تم ہل جوتتی ہو۔" وہ تپ گئی۔

"شادی شدہ زندگی اتنی آسان نہیں ہے ماریہ۔" وہ سنجیدگی اور رنجیدگی سے بولی۔

"تمہیں دیکھ کر تو مجھے شادی سے چڑ ہونے لگی ہے۔"

"خدا نہ کرے جو تمہیں میری طرح کے مسائل کا سامنا کرنا پڑے۔" وہ بے ساختگی سے بول کر پشیمان دکھائی دینے لگی۔ محسوس تو ماریہ نے بہت کچھ کیا تھا اور اس سے بارہا استفسار بھی کیا تھا۔ مگر اس نے کبھی میرب کے حالات کی کرید نہیں کی تھی۔

"تم کن مسائل کا شکار ہو میرو۔ تم کچھ شیئر کیوں نہیں کرتیں شاید بہتری کے آثار پیدا ہو جائیں۔" وہ اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر نرمی سے بولی۔

میرب کی آنکھیں جھلملا گئیں۔

"کیوں جھیل رہی ہو تنہا اپنی ذات پر، کچھ بتاؤ گی نہیں تو مسئلہ حل کیسے ہو گا؟" اس کے ہاتھ کا لمس تھا یا کیا تھا، میرب کے آنسو بہتے چلے گئے۔

"سائر کسی اور میں انٹرسٹڈ تھے۔" وہ بولی۔

"تمہیں کیسے معلوم؟"۔ وہ اس کے ہاتھ پر سے ہاتھ ہٹا کر پوچھنے لگی۔

"میں نے ان کی پرسنل ڈائری میں اس کا فوٹو دیکھا تھا۔"

"صرف تصویر دیکھ کر تم نے یہ قیاس کر لیا۔ یہ تو بڑی بے وقوفی ہوئی۔" اس نے جھاڑا۔ "اور محض تصویر دیکھ کر ہی تم نے اپنا یہ حال کر لیا؟" وہ ناپسندیدگی سے بولی۔

"یہ بات نہیں ہے، میرا ہر عمل ان کی نگاہ میں مشکوک ہے۔ میری ہر بات کو وہ بڑی کڑی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔"

"اس کا مطلب ہے کہ سائر بھائی شکی مزاج شوہر ہیں، اس میں دوسری لڑکی میں انٹرسٹڈ ہونے والی بات کہاں سے آ گئی۔ اگر بالفرض وہ کہیں انٹرسٹڈ تھے بھی تو وہ تو ماضی کا قصہ ہوا نا۔ اب تو تم ان کی بیوی ہو۔ ایک زندہ مسلم حقیقت۔ تم کس لیے یوں ہاتھ پیر چھوڑ کر بیٹھ گئی ہو۔" اس نے لتاڑا۔

"نہیں مجھ پر یقین ہی نہیں تو میری محبت پر کیسے ہو گا۔" وہ ناخن کترنے لگی۔ ماریہ نے تاسف سے اسے دیکھا۔

"کیا کہتے ہیں وہ؟"

"وہ۔۔۔ انہیں لگتا ہے کہ میں۔ میں کردار کی کچی ہوں۔" اس کے آنسو پھر چہرہ بھگونے لگے۔

"وہاٹ؟" ماریہ ناگواری سے بولی "پاگل تو نہیں ہو گئے وہ، ان کے ذہن میں یہ خناس سمایا کیسے؟"

"مجھے کیا معلوم، میں تو اسی نتیجے پر پہنچی ہوں کہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

شاید وہ کسی کو پسند کرتے تھے۔ اس نے انہیں دھوکہ دے دیا۔ اب وہ ہر لڑکی کے کردار پر شک کرتے ہیں۔ میں ان کی بیوی ہوں۔ ان کے رحم و کرم پر ہوں۔ مجھے تو جو چاہے کہہ سکتے ہیں۔" وہ افسردگی سے بتاتی چلی گئی۔

"ہاں۔ بات تو تمہاری معقول ہے۔ یہ وجہ ہو سکتی ہے مگر میرو پھر تو یہ بہت تشویشناک بات ہے۔ وہ تو تمہاری زندگی عذاب بنادیں گے۔" وہ کہہ نہیں سکی کہ عذاب ہی تو بنا رکھی ہے زندگی۔

"تم انہیں کسی سائیکاٹرسٹ کو دکھاؤ۔" اس نے خلوص دل سے مشورہ دیا۔

"یہ سب اتنا آسان نہیں ہے ماریہ۔" وہ بے بسی سے بولی۔

"یوں گھٹ گھٹ کر جینا آسان ہے تمہارے لیے۔" وہ ناراضی سے پوچھنے لگی۔

"تو پھر میں کیا کروں۔" وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔ ماریہ گہری افسردگی سے اسے دیکھتی رہی۔

"رو مت میرو۔ میں کچھ کرتی ہوں۔" اس نے اس کا کندھا تھپک کر کہا۔

"پلیز ماریہ۔ کسی سے ذکر مت کرنا ان باتوں کا' میں اپنے بابا کو کوئی دکھ نہیں دینا چاہتی۔" وہ ملتجیانہ لہجے میں بولی۔

"ہاں میں سمجھتی ہوں۔ تم فکر مت کرو۔" اس نے تسلی آمیز انداز اختیار کیا۔

☼ ☼ ☼

"کیا حال ہے تمہارا جانم۔ کہاں ہو' کیسی ہو تم؟" اس کی آواز سنتے ہی آغا حسب توقع بے قراری سے گویا ہوا۔ آج اس کی طبیعت بہتر تھی سو اس نے فون جو بیٹری ختم ہو جانے کی وجہ سے بند پڑا تھا' آن کیا۔ مسڈ کال نوٹیفکیشن سے معلوم ہوا کہ آغا کل سے لاتعداد کالز کر چکا ہے۔ اس کے تشویش ظاہر کرتے میسجز بھی تھے۔ تب ہی اس نے آغا کو کال ملائی۔

"اب بہتر ہوں۔" اس نے کھڑکی کے پردے سمیٹتے ہوئے بتایا۔

"قسم سے یار! جب سے تائی سے تمہاری حالت کا سنا ہے تب سے سخت بے چین ہوں۔ میرا بس چلتا تو کب کا تمہیں دیکھنے آچکا ہوتا۔"

"جانتی ہوں۔"

"اس روز کیا ہوا تھا' ملیں تمہاری مام" اس نے فطری تجسس میں گھر کر پوچھا۔

"میں اس کے متعلق فی الحال بات کرنا نہیں چاہ رہی۔" اس نے واقعی بڑی مشکل سے اپنا ذہن ہٹایا تھا۔

"کرنا بھی نہیں چاہیے۔ اتنا رومانٹک موسم ہے' سنو! ملنے آجاؤ۔" وہ جان کھینچ لینے والے لہجے میں ملتجی ہوا۔

"آغا۔ میں نہیں آسکوں گی فی الحال۔" اس نے اس کی التجا سے صرف نظر کرتے ہوا کہا۔ آغا نے اک طویل ٹھنڈی سانس لی۔

"کبھی کبھی تو پوری ہٹلر بن جاتی ہو تم' خیر جلدی ٹھیک ہو جاؤ یار۔ میں مس کر رہا ہوں تمہیں۔" وہ دھیمے لہجے میں بولا۔

"چلو رکھتی ہوں بعد میں بات ہوگی۔"

"اوکے۔" اس نے فون کان سے ہٹایا۔ تب ہی سرمئی آسمان پہ بادلوں کی گرج گونجی اور اس کے کچھ ہی دیر بعد چاروں طرف جل تھل ہو گیا۔ وہ چپ چاپ گرل سے سر ٹکائے گارڈن پر برستی بارش کا منظر دیکھے گئی۔ اس کے احساسات اس وقت عجیب تر ہو رہے تھے۔ درد اتنا تھا کہ اسے لگ رہا تھا کہ اس کی رگ رگ میں محشر بپا ہے اور سکون ایسا کہ مر جانے کو جی چاہے۔

زندگی کبھی کبھی انسان کو بے بسی کے کس مقام پر لا کھڑا کرتی ہے۔ بچپن ہی سے جس کی جدائی کا دکھ ساتھ لے کر جوان ہوئی۔ کتنی بار شدت سے سوچا کہ کاش میری ماں زندہ ہوتی اور آج یہ دعا قبول ہوئی بھی تو کس رنگ میں۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

جی تو چاہ رہا ہے کہ جا کر ان ظالموں کا گریبان پکڑ کر ایک بار تو ضرور ہی پوچھوں کہ جیتے جی کسی کے بیچ جدائی ڈالنے والے خداؤں۔ کیا کبھی تمہیں میری محرومی پر ترس نہیں آیا۔ اس لاچار عورت کو تھی داماں کرتے وقت تمہارے ہاتھ کیوں نہ کانپے۔ کس بیدردی سے اٹھا کر اسے کسی کوڑے کی طرح اپنی زندگیوں سے نکال پھینکا۔ پوچھوں تو سہی کہ کیا اس کا قصور اتنا ہی بڑا تھا کہ اس پر زندگی کا ہر دروازہ بند کر دیا جاتا مگر بے بس ہوں۔ مجبور ہوں میں۔ وہ ٹھیک کہتی ہیں۔ اگر ان لوگوں کو ہماری ملاقات کا علم ہو گیا تو ایک مرتبہ پھر وہ خالی ہاتھ رہ جائیں گی۔ اور یہ ہی میں نہیں چاہتی۔ گرم گرم پگھلتا لاوا اس کا چہرہ بھگونے لگا۔ دروازے پر کھٹکا ہوا تھا۔ اس نے تیزی سے اپنے آنسو پونچھے۔ اور خود کو کمپوز کیا۔

"اجیہ۔ کیسی طبیعت ہے؟" آنے والی میرب تھی۔

"جی بھابھی بہتر ہوں۔" اس نے مڑتے ہوئے جواب دیا۔

"جانتی ہو! یہ موسم مجھے دیوانہ کر دیتا ہے۔" وہ بچوں کی سی خوشی اور معصومیت سے گویا ہوئی۔

"اچھا۔ تو آپ انجوائے کریں۔" وہ برش اپنے بالوں پر پھیرتی ہوئی بولی۔

"اکیلے کیا خاک مزہ آئے گا۔" وہ بے دلی سے بولی۔

"تو سائر بھائی تو اس وقت آفس میں ہوں گے۔ آپ انہیں کال کریں۔" وہ برش رکھ کر پلٹی۔

"افوہ' وہ جھینپ گئی' میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ اصل میں اپنے گھر میں' میں اور ماریہ بارش میں بھیگ کر' گرم گرم پکوڑے' چپس کھا کر اور کافی پی کر اس موسم کو انجوائے کرتے تھے۔"

"تو چلیں' میں چلتی ہوں آپ کے ساتھ۔" اجیہ یوں بھی اپنے اندر کی تنہائی سے اکتائی ہوئی تھی۔

"ارے۔ یہ ہوئی نا بات" وہ بے ساختہ خوش دلی سے بولی۔ "مگر کہیں بھیگنے سے تمہاری طبیعت واپس نہ بگڑ جائے۔" اسے خدشہ ہوا۔

"میں برآمدے میں کرسی ڈال کر بیٹھوں گی' بھیگ آپ لیجئے گا پھر کافی ساتھ ہی پی لیں گے۔" وہ مسکرائی۔ جبری مسکراہٹ کہ اس وقت کچھ بھی کرنے کا دل نہیں چاہ رہا تھا۔

"بس تو پھر آجاؤ۔" پھر وہ دونوں ساتھ ساتھ باہر نکلیں۔

"ارے کہاں چلیں تم' اندر بیٹھو' ابھی تو بیماری سے اٹھی ہو۔" نیوز دیکھتے وقار اجیہ کو لان میں نکلتا دیکھ کر فکرمندی سے بولے۔

"فکر مت کریں اتنی آسانی سے نہیں مروں گی۔" وہ خشونت آمیز لہجے میں کہہ کر باہر نکلتی چلی گئی۔ میرب کو بارش کی پڑی تھی اس لیے اس کا کڑوا لہجہ و انداز محسوس نہ کر سکی۔ اس کی بات پر وقار کا چہرہ بجھ سا گیا تھا۔

"تمہیں بارش میں نہانا کیسا لگتا ہے؟" میرب نے برستی بوندیں ہتھیلیوں پر جمع کرتے ہوئے پوچھا۔

"ایکدم بے کار۔" اجیہ نے منہ بنا کر بتایا۔

"ارے۔ مگر اکثر لڑکیاں تو بارش کی بہت شوقین ہوتی ہیں۔"

"آپ مجھے تو اس اکثریت سے خارج تصور کریں۔" وہ ٹھوڑی سیدھے ہاتھ پر ٹکائے سنجیدہ نگاہوں سے بارش کا رقص دیکھ رہی تھی۔

"میرا دل چاہتا ہے کہ میں بارش کی طرح رم جھم ناچوں۔" میرب کی آواز بہت مدھم تھی اور وہ بہت کھوئے کھوئے سے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"بارش میرے اندر ڈھیروں اداسی سی بھر دیتی ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے جیسے بارش ہمیں ہماری زندگی کے خالی پن کا احساس دلانے آتی ہے۔" اجیہ کی نگاہیں دور کہیں بھٹکیں۔

"بارش کی آواز مجھے بہت سکون بخشتی ہے۔"

"مجھے اس کی آواز سے وحشت ہوتی ہے۔"

"اپنا اپنا نظریہ ہے۔ مجھے تو یہ موسم دیوانہ کر دیتا ہے۔" وہ مست انداز میں گول گھومی۔ اجیہ اس مرتبہ خاموش رہی۔ اک دھیمی سے مسکراہٹ نے اس کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

لبوں کا احاطہ کیا تھا اس کی بے خودی دیکھ کر۔ تب ہی اجیہ نے پورچ میں آکر رکتی سائر کی کار دیکھی۔ میرب آنکھیں بند کیے، چہرہ اونچا کیے کھڑی بارش میں بھیگ رہی تھی۔ اجیہ نے سائر کو لپک کر اس تک آتے دیکھا۔ اس نے یقیناً" بڑی زور سے میرب کا بازو دبوچا تھا کہ تکلیف اس کے چہرے سے ظاہر ہو رہی تھی۔ وہ چہرہ جو کچھ دیر پہلے گلاب کی مانند کھلا ہوا تھا سائر کو دیکھتے ہی سرسوں کے باسی پھول میں تبدیل ہو گیا۔

"اندر چلو۔" سائر کی آواز تھی یا غراہٹ۔ میرب تو میرب، اجیہ کے بھی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ اور وہ اسے وحشی جنگلیوں کی طرح اندر کھینچتا چلا گیا۔

اجیہ نے بے حد کرب سے یہ منظر دیکھا۔ اس کی آنکھیں لحظہ بھر کو حیرت میں ڈوبی تھیں مگر دوسرے ہی لمحے حیرت کی جگہ اشتعال نے لے لی۔

سائر بھائی۔ بابا کا پرتو ہیں، ویسے ہی شکی، تنگ نظر اور غصہ ور آپ نے ٹھیک کہا تھا امی۔ بابا یقیناً" ایک ظالم انسان رہے ہوں گے۔ وہ تنفر سے سوچے گئی۔

بارش اسی تواتر سے برس رہی تھی۔

☆ ☆ ☆

"مرو ادھر۔" سائر نے ایک جھٹکے سے لا کر میرب کو بیڈ پر پھینکا۔ وہ بے آواز رو رہی تھی۔

"اب کیا گناہ سرزد ہو گیا مجھ سے۔" وہ چیخ ہی تو گئی۔

"زیادہ زبان درازی مجھے پسند نہیں، پہلے بھی تمہیں وارن کر چکا ہوں۔" وہ پرسکون انداز میں کف لنکس کھول رہا تھا۔

"مگر آپ کی ناراضی کی وجہ تو پوچھ سکتی ہوں نا۔" وہ سسک کر بولی۔

"بارش میں نہانے کا اتنا ہی شوق ہے تو اپنا شوق چھت پر جا کر پورا کرنا چاہیے تھا تمہیں۔ لان میں یوں بارش میں اچھل کود کر کے گھر کے نوکروں کو دعوت نظارہ دینے کی کیا ضرورت تھی۔" وہ درشتی سے بولا۔

"وہاں کوئی نہیں تھا۔" وہ بولی۔

"مگر آ تو سکتا تھا نا۔" اس نے بات ہی ختم کر دی۔

"اف خدایا یہ آدمی۔ نجانے کون کون سے ارمانوں کا گلا گھونٹے گا میرے۔" وہ سر تھامے بیٹھی تھی۔

"یہ ہر وقت بے کار کا رونا دھونا مت شروع کر دیا کرو۔ جاؤ چینج کر کے میرے لیے کافی بنا کر لاؤ۔"

ناچار وہ اٹھی۔ شاور لیکر چینج کیا پھر کافی بنا کر واپس کمرے میں آئی تو وہ ٹیرس پہ تھا۔

"بیٹھو۔" وہ کافی رکھ کر پلٹنے لگی تو وہ یکدم بولا۔

"مجھے کام ہے۔" وہ رکھائی سے بولا۔ چہرے پر آنسوؤں کے مٹے مٹے نشانات تھے۔

"کچھ دیر بعد کر لینا۔" وہ بیٹھ گئی۔

"تم مجھے پاگل تو نہیں سمجھتیں۔" اس کے سوال پر بے ساختہ اس نے اپنا جھکا سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ وہ اس کی جانب ہی متوجہ تھا۔

اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"دیکھو میرو! زندگی بہت مشکل ہے۔ اتنی کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتیں۔" وہ اضطراری انداز میں اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بھی اٹھ کر اس کے برابر میں آ کھڑی ہوئی۔

"زندگی اتنی دشوار عموماً" ہوتی نہیں جتنا کہ ہم خود اپنے ہاتھوں سے اسے بنا ڈالتے ہیں۔" وہ بولی۔

"زندگی کا ایک ہی کاری وار سارے فلسفوں کو فیل کر دیتا ہے میرو۔" وہ گمبھیر لہجے میں بولا۔

"میں فلسفہ کیا جانوں سائر۔ یہ تو سامنے کی حقیقت ہے۔" وہ آہستگی سے بولی۔ 'جب جینا مرنا اسی شخص کے ساتھ ہے تو پھر کیوں نہ بہادری سے سب کچھ فیس کیا جائے' اس نے سوچ لیا تھا۔

"حقیقت آزار میں مبتلا کر دیتی ہے۔"

"ہرگز نہیں، حقائق کی روشنی میں زندگی زیادہ سہل طریقے سے آگے بڑھتی ہے۔"

"میرو۔ کیا بارش تمہیں خوفزدہ نہیں کرتی۔" اس نے گردن موڑ کر اس معصومیت سے اس سے استفسار کیا کہ یک لحظہ تو میرب کا جی چاہا اسے خود میں سمو کر اس شخص کے دل میں گڑے سارے کانٹے اپنی پوروں سے چن لے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"بارش سے کیا خوف۔" اس نے دانستہ بے پرواہ لہجے میں کہہ کر اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔

"مجھے لگتا ہے یہ سب کچھ چھین لے گی مجھ سے۔" وہ آسمان کی جانب ناپسندیدگی سے دیکھتا ہوا بولا۔ بارش اب ہلکی پھوار میں تبدیل ہوگئی تھی۔

"یہ تو خود رب کے حکم کی محتاج ہے اس میں اتنی طاقت کہاں۔ سائر، آپ اپنے رب پر بھروسہ کریں ان شاء اللہ وہ آپ کے سارے اندیشے، فکریں اور خدشات سب دور کردے گا۔" وہ حوصلہ افزا انداز میں بولی۔ وہ چند ثانیے بے یقینی سے اس کی جانب دیکھتا رہا پھر یکدم بولا۔

"تم مجھے چھوڑ تو نہیں دو گی میرو۔ تمہیں میرے ساتھ کسی کمی کا احساس تو نہیں ہوتا۔" اس کا انداز ذرا ذرا سا تھا۔ خدشات میں گھرا ہوا۔ کچھ دیر میرب پریشانی سے اس کی شکل دیکھے گئی۔

"آپ کو یہ وہم کیوں ستاتا ہے سائر۔ میں آپ کی بیوی ہوں۔ ہمراز ہوں ہمراہی ہوں۔ اگر آپ کے دل میں کوئی بوجھ ہے تو مجھ سے بانٹ لیجیے۔" میرب کو لگا کہ یہ آسمانی لمحہ ہے جو اسے غیب سے فراہم کیا گیا ہے، اگر اس نے اس موقع کا فائدہ نہ اٹھایا تو وہ بڑے نقصان میں رہے گی۔

"چلو کافی پیو۔ ٹھنڈی ہوگئی ہوگی۔" وہ معاً مڑا اور واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

اسرار اتنی جلدی کہاں کھلتے ہیں۔ میرب ایک ہوکا سا بھر کر کرسی پر آبیٹھی اور ٹھنڈی ہوتی تلخ کافی لبوں سے لگالی۔

☆ ☆ ☆

چندا نے قاسم کے لائے رشتے پر حامی بھرلی تھی۔ گھر بھر نے گویا سکون کی سانس لی تھی۔ جبکہ شیخ صاحب نے کسی ردعمل کا مظاہرہ نہیں کیا۔ ٹھیک کہا تھا نازو نے دل کے اونچے سنگھاسن پر بیٹھنے والے جب اپنے مقام سے گر جائیں تو وہ جھک کر دیکھنے پر بھی دکھائی نہیں دیتے۔ بی بی اس کی شادی نازو کے ساتھ نمٹانا چاہتی تھیں مگر قاسم کوئی رسک لیے پر تیار نہ تھا۔ سو اسی لیے وہ سب سے پہلے رخصت ہوئی اور یوں اس کی زندگی کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

کافی سوچ بچار کر کے کیا گیا یہ فیصلہ چندا کے حق میں بہت ہی بہتر ثابت ہوا۔ جمیل اس کا شوہر اس کی معصومیت اس کے حسن پر بے طرح مرمٹا تھا۔ اس کا صرف ایک چھوٹا بھائی ہی تھا اس کے ساتھ جو شادی کے محض پندرہ ہی دن بعد بغرض تعلیم انگلینڈ سدھارا۔ ساس سسر کا جھگڑا تو سرے سے تھا ہی نہیں۔ نندیں بھی دور دور شہروں میں تھیں۔ ایسے میں وہ تھی اور اس کا بے دام کا غلام اس کا شوہر جمیل۔

☆ ☆ ☆

"کیوں بند ہے مسلسل اس کا فون۔ کہیں اس جذباتی لڑکی نے سب کچھ گھر جا کر تو نہیں بتادیا۔" گل نے موبائل غصے سے پٹخا۔ وہ دو تین سے مسلسل اجیہ کو فون ملا رہی تھی اور مسلسل ہی اس کا فون بند جا رہا تھا۔ خدشات اور واہموں نے اس کی نیندیں اڑا رکھی تھیں۔

کیا گھر کے نمبر پر فون کرلوں؟ کتنی ہی بار وہ یہ سوچ کر رد کر چکی تھی۔ اپنی جاب پر بھی اس کا جی نہیں لگ رہا تھا۔ وہ اٹھی اور اپنے نیم تاریک و بوسیدہ سے فلیٹ میں چکرانے لگی۔

"کیا کروں۔ کیا کیا ہے اس لڑکی نے کچھ معلوم تو پڑے۔" تب ہی اس کا فون بجا، وہ لپک کر آئی اور جلدی سے فون ریسیو کیا۔

"ہیلو۔" وہ بے تابانہ بولی۔

"ہیلو۔ السلام علیکم۔ میں اجیہ بات کر رہی ہوں۔"

"میری بچی کہاں رہ گئی تھی تو۔ تیری یہ ماں کتنی پریشان رہی تیرے لیے۔" اس کی آواز بھیگنے لگی۔

"میں کل آتی ہوں آپ کی طرف۔ بس یہی بتانے کے لیے فی الحال فون کیا ہے۔"

"ہاں۔ ہاں ضرور آؤ۔ میرا غریب خانہ تمہارے لائق تو نہیں مگر کیا کروں، میرا تو ٹھکانہ وہی ہے۔" وہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

یاسیت سے بولی تو اذیت کی ایک شدید لہر اس کے پورے وجود میں دوڑ گئی۔

"آپ کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔" اس نے بہ طور خاص پوچھا۔

"نہیں' نہیں' بالکل نہیں۔ بس تم آجاؤ میرے لیے یہ ہی کافی ہے۔"

"پھر کل ملاقات ہوگی۔ خدا حافظ۔"

☆ ☆ ☆

"میری کالج فرینڈ ہے نا ماہا۔ اس کا بھائی سائیکاٹرسٹ ہے۔ P.E.C.H.S میں کلینک ہے ان کا۔ میں نے اس سے تمہارا مسئلہ ڈسکس کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پوری ہسٹری معلوم ہو تب ہی کچھ مشورہ دیا جاسکتا ہے۔ آئی مین ان کے بچپن کے واقعات' جوانی کے حالات وغیرہ وغیرہ۔" ماریہ نے کہا۔

"مگر وہ سب تو مجھے معلوم نہیں۔" وہ پریشانی سے بولی۔

"یہی تو میرب معلوم کرونا' کھوج' کرید' وانہیں بلکہ کھوج اور کرید بھی رہنے دو ان سے یوں ہی ان کے بچپن کے متعلق سوالات کرو' دوستوں کے بارے میں' پڑھائی کے بارے میں۔ تم بیوی ہو ان کی۔ شوہر اور بیوی کے پاس تو اتنا کچھ ہوتا ہے شیئر کرنے کے لیے۔"

"مگر کوئی شیئر کرنا چاہے تب نا۔" اصل مجبوری یہی تھی۔

"تو وقار انکل سے پوچھ لو یوں ہی نا محسوس انداز میں۔"

"پوچھ چکی ہوں۔ کوئی خاص بات نہیں بتائی انہوں نے سوائے اس کے کہ سائر بچپن سے ہی بہت حساس' ذہین' پڑھاکو اور تنہائی پسند قسم کا بچہ تھا۔" میرب نے بتایا۔

"گویا نفسیاتی پن کی ساری علامات بچپن ہی سے موجود تھیں موصوف میں۔" ماریہ ٹھہر کر بولی۔

"ارے۔ ارے' میرب کے لبوں پر خفیف سی مسکراہٹ ابھری۔

"ذرا ادب سے بات کرو بھئی۔"

"مجھے کیا کرنا ہے ان کا ادب کر کے تمہارا فرض ہے۔ تم جی بھر کر کرو بھی اور کراؤ بھی۔ یار میبو' تم نے بتایا تھا کہ تم نے ان کی پرسنل ڈائری سے تصویر نکالی تھی۔" ماریہ نے جیسے نکتہ پکڑا۔

"ہاں۔ مگر ڈائری وہ لاکڈ رکھتے ہیں۔" میبو بھی جیسے اس امکان پر غور کرنے لگی۔

"اُفوہ' ایک تو تم گھامڑ بہت ہو ارے بھئی لاک توڑا بھی تو جاسکتا ہے نا۔ ایک ایسا بندہ جو اندر سے بہت گہرا ہو' حساس ہو' جس کا کوئی دوست و ہمراز نہ ہو' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کسی پر یقین نہیں کرتا' آئی مین کسی انسان پر۔ مگر وہ ڈائری لکھتا ہے۔ بس یہی پوائنٹ ہے میبو۔ یقیناً" وہ اپنے خیالات' احساسات' ڈائری کے سپرد کر کے مطمئن ہو جاتے ہوں گے کہ ڈائری تو بے جان ہے اور بے جان چیزیں دھوکہ نہیں دیتیں۔" ماریہ مارے جذبات کے تیز تیز بولتی رہی۔

"میں تمہاری بات نہیں سمجھی۔" وہ نا فہمی سے بولی۔

"یار! ان کی ڈائری پڑھنے کی کوشش کرو' کیا پتا کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے۔" اس نے سمجھایا' ایسے تو یہ مسئلہ حل ہونے والا نہیں ہے۔ تمہیں تھوڑی ہمت دکھانی ہوگی۔"

"ہاں یہ تو تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ مگر کیا انہوں نے کچھ بھی نہیں بتایا۔؟ اس کا اشارہ سائیکاٹرسٹ کی طرف تھا۔

"نہیں غیب کا علم تو ہے نہیں محترمہ۔ ہاں البتہ ان کا کہنا یہ ہے کہ اکثر وہ بچے جن کی مائیں یا باپ بچپن میں بچھڑ جائیں تو ان کی پرسنالٹی عدم تحفظ کا شکار ہو جاتی ہے۔ ممکن ہے سائر بھائی کے ساتھ یہ مسئلہ ہو مگر فی الحال حتمی طور پر کچھ بھی نہیں کہا جاسکتا۔ ابھی تو یہی ہے کہ تم انہیں پوری توجہ دو۔ پیار دو۔ ان کے شکوک و شبہات اپنے طرز عمل سے دور کرنے کی کوشش کرو۔" ماریہ نے کہا۔

Downloaded From Paksociety.com
READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"ہوں۔ چلو میں کوشش کرتی ہوں۔ تمہارا بہت شکریہ ماریہ' تم نہ ہوتیں تو نجانے میرا کیا ہوتا۔" میرب نے تشکر سے کہا۔

"ربش۔ چلو فون رکھو' اور یار کوشش کر کے یہاں کا چکر لگالو' امی بہت یاد کر رہی ہیں تمہیں۔" اس نے کہا۔

"ہاں کرتو رہی ہوں۔ تم دعا کرو میرے لیے۔" وہ اپنی پیشانی سہلاتی ہوئی بولی۔

"ہاں وہ تو ہر نماز میں کرتی ہوں۔ او کے' خدا حافظ۔" ماریہ نے کہہ کر فون رکھ دیا۔ میرب کے ماتھے پر تفکرات کا جال پھیلا تھا۔

☼ ☼ ☼

یہ زندگی اس کے خوابوں جیسی تو بالکل نہیں تھی ہاں البتہ شیخ صاحب کے گھر میں گزاری جانے والی زندگی سے یہ پر تعیش زندگی لاکھ درجہ بہتر تھی۔ اپنی مرضی سے سوتی' اپنی مرضی سے جاگتی' جی چاہا تو گھر میں کھالیا نہیں تو باہر سے منگوالیتی۔ جمیل نے ایک کل وقتی ملازمہ بشریٰ اس کی خدمت پر مامور کردی تھی۔ سو وہ ہاتھ پیر ہلانے سے بھی گئی۔ سارا سارا دن بیٹھی رنگین ٹی وی پر انڈین فلمیں' وی سی آر لگا کر دیکھا کرتی۔ جمیل اس پر ذرا روک ٹوک نہیں کرتا تھا۔ نہ وہ اپنے میکے جانا چاہتی' نہ وہاں ہی سے کوئی چکر لگاتا۔ کبھی کبھار بی بی' جمیل کے آفس فون کر کے اسے میکے لانے کو کہتیں کیا کرتیں' ماں تھیں شیخ صاحب کی اس سے لگاوٹ و محبت ان کے اس پرمان کے ساتھ ہی اپنی موت آپ مرگئی تھی۔ سانو اس کے گھر آنا چاہتی تھی۔ مگر قاسم نے سختی سے منع کر رکھا تھا۔

راوی چین ہی چین لکھ رہا تھا کہ اچانک اسے قلم روکنا پڑا۔

☼ ☼ ☼

"بس اور نہیں۔۔۔" اجیہ نے گل کا نوالہ بنا ہاتھ پیچھے کیا۔

"کیوں میری جان۔۔۔ کھاؤ نا اور دیکھ تو کتنے پیار سے میں نے یہ چکن پلاؤ یہ طور خاص تیرے لیے بنایا ہے۔ تو نے بتایا تھا نا کہ مجھے پسند ہے میں تو اور بھی بہت کچھ پکانا چاہ رہی تھی مگر کیا کروں مہینے کا آخر ہے نا' اس میں دال روٹی ہی مشکل سے چلا پاتی ہوں۔" وہ ہاتھ پیچھے کر کے گہرے رنج میں ڈوب گئی۔

"اچھا لائیں کھلائیں۔" اجیہ نے اس کا وہی ہاتھ پکڑ کر منہ میں ڈالا۔ وہ خوش ہوگئی۔ کھانے کے بعد وہ اسے لیے پلنگ پر چلی آئی۔

"اتنے دن تیرا فون بند رہا' میں تو گھبرا ہی گئی کہ کہیں تو نے اپنے باپ کو کچھ بتا تو نہیں دیا اور کہیں اس نے تجھ پر مجھ سے ملنے کی پابندی تو عائد نہیں کردی۔" وہ اسے تکیہ پر لٹا کر پیار سے اس کا سر سہلا رہی تھی۔

"بتایا تو' بیمار ہوگئی تھی میں' جیسے ہی صحت یاب ہوئی ہوں' سیدھی آپ سے ملنے چلی آئی اور ان سے فی الحال میں اس سے متعلق کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔" اس کے لہجے میں ناراضی صاف محسوس ہوتی تھی۔

"ہاں اچھا ہی ہے اجیہ۔۔۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں وہ تجھ پر پہرے نہ بٹھادے۔" وہ خائف تھی۔

"ایسے کیسے" وہ بھنا کر اٹھ بیٹھی "میں کمزور نہیں ہوں امی۔۔۔ جو ان کی ہر جائز ناجائز برداشت کرلوں اور یوں بھی دنیا کی کوئی طاقت مجھے آپ سے ملنے سے نہیں روک سکتی۔" اس نے قطعیت سے کہا۔ گل کی جانچتی نگاہوں میں ڈھیروں اطمینان اتر آیا۔

"پھر بھی۔۔۔"

"پھر بھی کچھ نہیں۔۔۔ آپ اپنے دل سے ہر قسم کا ڈر خوف نکال دیں۔ اب آپ کی بیٹی آپ کے ساتھ ہے۔" وہ اس کے کندھے پیار سے دبا کر بولی۔

"سائر۔۔۔ کیا وہ مجھے کبھی یاد کرتا ہے؟" کچھ سوال انسان محض تصدیق کے لیے کرتا ہے حالانکہ جواب اسے معلوم ہوتا ہے۔ پھر بھی۔۔۔

"پتا نہیں۔۔۔ جب بابا نے آپ کو گھر سے بیدخل کیا' اس وقت وہ کہاں تھے۔ کیا عمر ہوگی ان کی؟" اجیہ نے پوچھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"بچہ۔ سات سال کا ہوگا اور شاید وہ اس وقت سو رہا تھا اور مجھے نہیں معلوم تمہارے باپ نے اسے کیا کہانی سنائی ہوگی؟" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"مجھے حیرت ہوتی ہے بابا پر۔ وہ بظاہر ایسے لگتے تو نہیں۔ مجھے تو ہمیشہ ہی وہ بہت نرم خو مہربان اور شفیق ہی لگے ہیں۔ میرے لیے یہ یقین کرنا ازحد مشکل ہے۔" وہ بے یقینی کی سی کیفیت میں گھری ہوئی تھی۔

"انسان کا ظاہر اس کے باطن سے میل کھائے یہ ضروری تو نہیں۔ اور مردوں کے اصول تو ہمیشہ ہی سے اپنی اولاد کے لیے کچھ اور بیوی کے لیے کچھ اور ہی ہوتے ہیں۔" وہ طنزیہ بولی۔

"یہ بھی ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ۔"

"اب زیادہ باتیں نہیں۔ تم آرام کرو۔" وہ پیار سے بولی۔

"سوؤں گی تو اٹھ نہیں پاؤں گی اور امی۔ اٹھارہ سال سے جمع ہیں باتیں، اتنی جلدی کہاں ختم ہوں گی۔" وہ ہنس کے بولی۔

"یہ بھی ٹھیک کہا۔" اس نے سر ہلایا۔

"میں کچھ دیر میں نکلوں گی۔ نہیں تو بہت دیر ہو جائے گی۔" وہ ٹائم دیکھ کر فکرمندی سے بولی۔ گھڑی دن کے پونے بارہ بجا رہی تھی۔

"چلو ٹھیک ہے۔" اس نے ایک مرتبہ پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔ دراصل اس کا ذہن اس وقت کہانی کو نیا رخ دینے کی سوچ رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

کچھ دنوں سے وقار صاحب محسوس کر رہے تھے کہ اجیہ ان سے کھنچی کھنچی سے رہنے لگی ہے۔ وہ جانتے تھے کہ اجیہ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو اپنے دل کی بات اپنی حرکات و سکنات سے ظاہر کیے بنا نہیں رہ سکتے۔

ہو سکتا ہے یہ میرا وہم ہو۔ انہوں نے کئی بار خود کو سمجھایا۔ مگر ہر بار کوئی نہ کوئی بات ایسی ہو جاتی جو وہ دوبارہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتے۔ اس وقت بھی اجیہ لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھی تب وہ اپنے اسٹڈی سے نکلے اور اسے وہاں بیٹھا دیکھ کر اس کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ پہلے وہ چونکی پھر وہاں سے اٹھ کر جانے لگی۔

"اجیہ بیٹے۔" انہوں نے حلاوت سے پکارا۔

"جی؟" وہ لٹھ مار انداز میں بولی اور رک کر انہیں دیکھنے لگی۔

"یہاں آؤ۔ میرے پاس بیٹھو۔" انہوں نے اپنے نزدیک اشارہ کیا۔

"مجھے پڑھنا ہے۔" وہ روکھے لہجے میں بولی۔

"پڑھ لینا یار۔ کچھ دیر بیٹھ جاؤ باپ کے پاس۔" وہ محبت بھرے انداز میں بولے۔

"بولیں۔" وہ احسان کرنے والے انداز میں سامنے صوفے پر ٹک کر انہیں دیکھنے لگی۔

"کیا ہمارا بیٹا ہم سے ناراض ہے؟ کوئی غلطی ہو گئی ہم سے؟" انہوں نے پیار سے پوچھا۔

غلطی؟ جرم کیا ہے آپ نے۔ مجرم ہیں آپ۔ اس کا جی چاہا وہ چیخ کر کہہ دے مگر مصلحت کا تقاضا کچھ اور تھا۔

"ایسی تو کوئی بات نہیں۔"

"مگر مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم مجھ سے ناراض ہو؟" انہوں نے چشمے کی اوٹ سے بغور اس کے تاثرات جانچے۔

"غلط فہمی ہو گئی ہے آپ کو۔" وہ جھٹ سے بولی۔ تب ہی لالی نے چائے وہیں لا کر رکھ دی۔ میرب بھی وہیں لاؤنج میں چلی آئی۔

"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟" وہ خوش دلی سے بولی۔ وقار کچھ خاموش سے ہو گئے تھے، اسے دیکھ کر بولے۔

"سائرہ کی برتھ ڈے آنے والی ہے۔ تم اور اجیہ اس کے لیے تحفہ خرید لاؤ۔" وہ یقیناً بات بدلنا چاہ رہے تھے۔

"گڈ" وہ خوش گواریت سے بولی "کب ہے ان کی برتھ ڈے۔"

"اس ماہ کی تین کو۔" انہوں نے کپ اٹھا کر لبوں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http: / /www.Paksociety.com for More

سے لگایا۔

"کیوں اجیہ چلوگی؟" میرب نے جواب طلب نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"میں تو چلی چلوں گی۔" وہ استہزائیہ بولی۔ مگر آپ پہلے سائر بھائی سے تو پوچھ لیں' کہیں اس بات پر بھی آپ کو وہ گھسیٹتے ہوئے اپنے کمرے میں نہ لے جائیں۔"

یکدم ہی میرب کے مسکراتے لب بھنچے تھے۔ وقار نے اچنبھے سے میرب کی جانب دیکھا۔ اس نے شرمندگی سے سر جھکالیا۔

"کیا کہہ رہی ہو اجیہ ... فضول گوئی مجھے پسند نہیں۔" وہ درشتی سے بولے۔

"ٹھیک کہہ رہی ہوں۔ آپ بھابھی سے پوچھیں۔ وہ نہ انہیں کہیں آنے جانے دیتے ہیں۔ نہ ہی پرسنل فون رکھنے دیتے ہیں۔ نہ ہی انہیں ان کا ہنسنا بولنا پسند ہے۔ وہ حد درجہ شکی مزاج ہیں بابا۔ بالکل آپ کی طرح۔" اس کا تنفس بری طرح پھولنے لگا۔ وقار نے حیرت و دکھ میں گھر کر اسے دیکھا۔

"میری طرح؟" میرب بالکل خاموش بیٹھی تھی۔ اس کی بات پر چونک کر وقار کو دیکھنے لگی۔

"ہاں آپ کی طرح۔" وہ اٹھی اور لاؤنج عبور کر گئی۔ فضا میں اس کے الفاظ کی بازگشت رہ گئی۔

☆ ☆ ☆

چھٹی کا دن تھا۔ اوپر سے موسم کی دل فریبی' جمیل یوں تو خاصا خشک مزاج سا بندہ رہا تھا مگر چندا کو پا کر تو لگتا تھا۔ جیسے وہ سرتاپا تبدیل ہو گیا ہو۔ وہ اطمینان سے بیٹھی حسب عادت ٹی وی سے لطف اندوز ہو رہی تھی تب ہی جمیل نے اسے پکارا۔

"چندا... کہیں باہر چلیں؟" وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔

"باہر کہاں؟ یورپ یا امریکا؟" اس نے استفہامیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"اوہ یار... وہ کھسیا کر بولا۔ کچھ وقت دو' وہاں بھی لے چلوں گا گھمانے' فی الحال تو گھر سے کہیں باہر لانگ ڈرائیو پر۔"

"مجھے صابن دانی" میں بیٹھ کر لانگ ڈرائیو پر جانے کا قطعی شوق نہیں۔" وہ تمسخرانہ لہجے میں بولی۔ جمیل کی چھوٹی کرے Fx کو وہ اسی نام سے پکارتی تھی۔

"ارے بھئی" وہ ذرا جھینپ کر ہنس دیا "کہا تو ہے تمہیں دو تین مہینے میں بڑی گاڑی لے لوں گا تمہارے پسندیدہ رنگ اور برانڈ کی۔" وہ اس کے نزدیک آ بیٹھا اور پیار سے ایک کندھے پر اپنا بازو پھیلا کر بیٹھ گیا۔ چندا نے ناگواری سے پرے کھسکنا چاہا مگر جمیل نے اس کی کوشش ناکام بنادی۔

اپنے ارادے کی ناکامی پر وہ جھنجلا سی گئی۔ جمیل کو اس کی جھلاہٹ نے خاصا محظوظ کیا۔

"پھر چل رہی ہو یا زبردستی اٹھا کر لے چلوں؟" وہ پیار سے بولا۔

"مجھے تیار ہونے میں دیر لگے گی۔" وہ پسپا ہو کر روٹھے پن سے بولی۔

"میں انتظار کر سکتا ہوں' تم آرام سے تیار ہو جاؤ۔" کہہ کر اس نے سگریٹ سلگالی اور اس کے پاس سے اٹھ کر سامنے جا بیٹھا اور میگزین کھول لیا۔ درحقیقت تو چندا خود بھی اس وقت باہر نکل کر گھومنا پھرنا چاہ رہی تھی مگر جمیل کی پرانی اور چھوٹی کار دیکھ کر اس کا موڈ بری طرح آف ہو جایا کرتا تھا اور پھر یہ بھی تھا کہ اسے جمیل سے منتیں کروانے کی عادت سی پڑ گئی تھی۔

پھر جس وقت وہ اپنی نئی آتشی گلابی ساڑی جو اس نے اک نئی فلم کی ہیروئن کو دیکھ کر سلوائی تھی میں ملفوف' خوشبوؤں میں بس کر' سنور کر سامنے آئی۔ جمیل تو اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔

"اب چلیں جی۔" وہ نزاکت سے بولی۔

"کیا کرنا ہے باہر جا کر' چھوڑو... گھر ہی میں رہ کر موسم انجوائے کرتے ہیں۔" وہ اٹھ کر اس کے نزدیک آیا اور پیار سے اس کی ٹھوڑی چھو کر جذبوں سے بھری آواز میں بولا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"ہٹیں بھی۔" اس نے کوفت زدہ سے انداز میں اس کا ہاتھ پرے کیا۔ "اگر باہر نہیں جانا تھا تو مجھے تیار کیوں کروایا۔" اس کے تیکھے نقوش تن گئے۔

"اوہ یار... مذاق کر رہا تھا چلو۔" وہ کہہ کر مڑا اور ٹیبل پر سے گاڑی کی چابی اور سگریٹ اٹھانے لگا۔ اسی اثنا میں چندا سہج سہج قدم اٹھاتی روم سے باہر نکل گئی۔ جمیل اس کے پیچھے آرہا تھا تب ہی اس نے چندا کو گھر کے داخلی دروازے کے پاس لڑکھڑا کر گرتے دیکھا۔

"ارے... رے" وہ متوحش سا دوڑا۔

"کتنی بار منع کیا ہے اتنی اونچی ایڑی کا سینڈل مت پہنا کرو، مگر تم ہو کہ..." اس نے اسے سیدھا کرتے ہوئے شدید ناراضی سے کہا، مگر اسے بے ہوش دیکھ کر چپ رہ گیا۔ پھر اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا اور قریبی صوفے پر لٹا کر بشیرن کو اسے دیکھنے کا کہہ کر افتاں و خیزاں گھر کے نزدیکی کلینک سے ڈاکٹر کو لینے دوڑا۔ جس وقت وہ ڈاکٹر شازیہ کو لے کر لوٹا۔ بشیرن اس کے تلوے سہلا کر شاید اسے ہوش میں لانے کی سعی کر رہی تھی۔ ڈاکٹر کو آتے دیکھ کر وہ پیچھے ہٹ گئی۔ ڈاکٹر نے چیک اپ کیا۔ اس دوران جمیل کھڑا بے حد پریشانی اور فکر مندی سے اسے دیکھتا رہا۔

"مبارک ہو جمیل صاحب... آپ کی بیگم ایکسپیکٹ کر رہی ہیں۔" چیک اپ کے بعد ڈاکٹر شازیہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "دراصل کمزوری کی وجہ سے یہ بے ہوش ہوئی ہیں۔ ویسے فکر مند ہونے والی کوئی بات نہیں۔ یہ انجکشن آپ لے آئیں تو میں انہیں لگا دیتی ہوں۔"

"آ... آپ کو پورا یقین ہے نا۔" وہ بے یقینی میں گھرا خوشی سے کپکپاتی آواز میں ڈاکٹر سے پرچہ لیتے ہوئے بولا۔

"آف کورس جمیل صاحب..." وہ اس کی کیفیت بھانپ کر مسکرائی۔

"بشیرن ڈاکٹر صاحبہ کے لیے چائے لاؤ۔" وہ اسے ہدایت دیتا الٹے قدم باہر دوڑا۔ تب ہی چندا ذرا سا کسمسائی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ پھر ذہن ذرا حاضر ہوا تو سامنے کرسی پر اخبار دیکھتی ڈاکٹر پہ نظر گئی۔

"بشیرن... جمیل۔" وہ بے ساختہ پریشانی سے چیخی۔

"ریلیکس... میں ڈاکٹر شازیہ ہوں۔ اب کیسا محسوس کر رہی ہیں آپ؟" ڈاکٹر شازیہ نے اخبار ایک طرف رکھ کر اسے مسکرا کر دیکھا۔ بشیرن اس کی پکار پر دوڑی چلی آئی تھی۔

"وہ بیگم جی، آپ ادھر دروازے کے پاس بے ہوش ہو کر گر گئی تھیں جی۔ صاحب ڈاکٹر صاحبہ کو لے کر آئے تھے۔" بشیرن نے جلدی جلدی بتایا۔

"آپ ان کے لیے دودھ لے آئیے۔" ڈاکٹر نے بشیرن کو کہا۔ وہ سر ہلا کر چلی گئی۔ تب ہی جمیل انجکشن لے کر لوٹ آیا۔

"مجھے کیا ہوا ہے۔" وہ بوکھلا کر پوچھنے لگی۔

"آپ ماں بننے والی ہیں۔" ڈاکٹر نے جمیل کے ہاتھ سے انجکشن لے کر پرمسرت انداز میں اسے اطلاع دی۔

"کیا؟" وہ بے یقینی سے جمیل کو دیکھ کر چیخی۔ جس کی نگاہوں کی چکاچوند بتا رہی تھی کہ اسے یہ خبر پہلے ہی مل چکی ہے۔

☆ ☆ ☆

"مجھے کچھ خریداری کرنی ہے... میں اجیہ کے ساتھ شاپنگ سینٹر چلی جاؤں؟" میرب نے کافی سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے سائر سے استفسار کیا۔

"کیا خریدنا ہے مجھے بتا دو۔ میں لا دوں گا۔ خواہ مخواہ وہاں جا کر ٹکریں کھاؤ گی۔" اس کی نگاہیں لیپ ٹاپ پر تھیں۔ گو اس کا جواب حسب توقع تھا مگر میرب کی جان جل گئی۔

"میں کسی لنڈا بازار یا بولٹن مارکیٹ نہیں جا رہی، جہاں ہر کوئی گزرتی ہوئی عورت سے ٹکرانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ میں فورم یا پھر زمزمہ جاؤں گی جہاں محض ٹکرانے یا ٹکریں مارنے والی "تفریح" کوئی نہیں پسند

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

کرتا۔" وہ چبا چبا کر بولی۔ سائر کے سنجیدہ چہرے پر مسکان چٹک گئی۔

"مارکیٹوں کی نفسیات پر عبور حاصل کیا ہے کیا تم نے؟" اس نے کافی اٹھا کر لبوں سے لگائی اور اسے بغور دیکھتا ہوا بولا۔

"عبور نہ سہی اتنی معلومات تو بہرحال ہے ہی۔" وہ بال کھول کر برش کرنے لگی۔

"ویسے کیا خریدنا ہے؟" اس نے سرسری لہجے میں پوچھا۔ وہ ستائشی انداز میں اس کے لچکیلے بال دیکھ رہا تھا۔

"ایسے ہی کچھ چھوٹی موٹی چیزیں۔" دراصل اسے سائر ہی کے لیے تحفہ خریدنا تھا۔

"تمہارے بال بہت حسین ہیں۔" وہ یک دم بولا۔ وہ چونک کر حیرانی سے پلٹی' وہ مارے خجالت کے جلدی سے کپ رکھ کر سیدھا ہوا۔

"آپ نے کیا کہا؟" وہ دلچسپی سے پوچھنے لگی۔

"تمہارے بالوں کی تعریف کی ہے۔ لگتا ہے بہت محنت کی ہے ان پر تم نے۔" وہ اب لیپ ٹاپ آف کر کے اسے سائیڈ پر کرتے ہوئے بولا۔

"اوں ہوں۔۔۔ بالکل نہیں۔ بابا بتاتے ہیں کہ میری امی کے بال بالکل ایسے ہی تھے۔ مجھے یہ وراثت میں ملے ہیں۔ میں ہو بہو اپنی امی کی کاپی ہوں۔" وہ فخر آمیز لہجے میں بولی۔ سائر اس کے بچکانہ انداز پر مسکراتا رہا۔ پھر وہ بال سمیٹ کر بیڈ پر چلی آئی۔

"ویسے آپ کس پر گئے ہیں؟ انکل کی طرح تو نہیں لگتے۔۔۔ کیا آپ بھی میری طرح اپنی امی جیسے ہیں؟" وہ بولتے بولتے معاً" زور سے چونکی "مگر آپ کی والدہ کی تو کوئی تصویر میں نے یہاں نہیں دیکھی۔ کیا وہ تصویریں نہیں کھنچواتی تھیں۔"

"ہمارے لاہور والے گھر میں آگ لگ گئی تھی۔ ساری تصویریں اس کے ساتھ ہی جل گئیں۔" وہ سپاٹ لہجے میں بولا۔

"اوہ ہو' یہ تو بہت برا ہوا مگر کچھ رشتے تصویروں کے محتاج نہیں ہوتے۔ وہ آپ کے جسم میں لہو بن کر دوڑ رہے ہوتے ہیں۔ سینے میں دل بن کر دھڑکتے ہیں۔ اور یقیناً" ماں کا رشتہ ایسا ہی رشتہ ہے۔" وہ نجانے کیوں آج اتنا بول رہی تھی۔ سائر کا گندمی چہرہ دہکنے لگا۔

"رات کافی ہو گئی ہے۔ اب سو جاؤ۔" وہ بے تاثر انداز میں کہہ کر اٹھا اور سگریٹ اٹھا کر ٹیرس پر نکلنے لگا۔

"آپ نے جواب نہیں دیا۔" اسے باہر نکلتا دیکھ کر میرب کو اپنی بات یاد آئی۔

"جواب دے چکا ہوں۔" بے لچک لہجے میں وہ کہہ کر ٹیرس پر نکل گیا۔ میرب نے ٹھنڈی سانس لے کر کمبل خود پر تان لیا۔

ناحق کہہ کر بات گنوائی۔۔۔ اور یہ انہیں اچانک ہی نجانے کیا ہو جاتا ہے بیٹھے بٹھائے۔ ابھی اتنے مہربان ہیں گویا جان بھی نچھاور کر دیں گے اور پل ہی میں اتنے نامہربان کہ انسان بات کرنے سے قبل سو مرتبہ تو ضرور ہی سوچے' پتا نہیں یہ گنجلک سا شخص کب سلجھے گا۔ سوتے سوتے بھی وہ یہ سب نہ چاہتے ہوئے بھی سوچ گئی۔ جبکہ باہر ٹیرس پر کھڑا سائر نجانے رات کے اس اندھیرے اور مہیب سناٹے میں کیا کھوج رہا تھا۔

☆ ☆ ☆

"جانتی ہو کتنے دن بعد ملاقات کر رہی ہو؟" آغا ناراضی سے گویا ہوا۔ وہ دونوں اس صبح کے دلکش منظر سے سمندر کنارے بیٹھے لطف اندوز ہو رہے تھے۔

"ہاں۔۔۔ کافی دن ہو گئے۔" وہ بے توجہی سے بولی۔ اس کی نگاہیں سمندر پر جمی تھیں۔

"اتنے دن بعد ملنے آئی ہو تب بھی منہ لٹکا ہوا ہی ہے تمہارا۔۔۔ اجیہ' میں یہ سب برداشت نہیں کر سکتا۔ تم آخر نارمل کیوں نہیں ہو پا رہیں۔" اس کی آواز اونچی ہو گئی۔ اس نے جیسے اس کے لہجے پر چونک کر اسے دیکھا۔

"میری زندگی میں اب کچھ بھی نارمل نہیں رہا آغا! کبھی کبھی تو مجھے لگتا ہے جیسے میں کوئی ڈراؤنی فلم دیکھ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http: / /www.Paksociety.com for More

رہی ہوں۔"

"یہ تم نے بیٹھے بٹھائے کیا مسئلہ پال لیا ہے یار۔" وہ سخت بے زاری سے بولا۔

"مسئلہ میں نے نہیں دوسروں نے کھڑا کیا ہے۔ میں تو صرف اس پرابلم کو Solve کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔" وہ سخت لہجے میں بولی۔

"کیسے؟ ان سے یوں چھپ چھپا کر ملاقاتیں کر کے؟" وہ استہزائیہ بولا۔

"فی الحال میرے بس میں یہی ہے۔" وہ جو بنچ سے ٹیک لگا کر بیٹھی تھی یک دم مضطرب ہو کر سیدھی ہوئی۔

"سیدھا سادا حل ہے اس بات کا' تم جا کر اپنے ڈیڈ سے جواب طلبی کرو۔ یقیناً" کچھ نہ کچھ تو اس طرف کی کہانی بھی ہوگی۔ اسے سنو پھر فیصلہ کرو یوں بیچ میں لٹکنے سے کیا ملے گا۔ نہ تم مجھے توجہ دے پا رہی ہو نہ خود کو' یہ تو ٹھیک نہیں ہے نا اجیہ۔" وہ جھنجلا کر بولا۔

"ڈیڈ سے کیا بات کروں؟" وہ طنزیہ بولی۔ "ان کے نزدیک تو وہ مر چکی ہیں۔ مار چکے ہیں وہ انہیں کئی برس پہلے۔ اس بارے میں وہ کیا بات کریں گے؟"

"بھئی میں یہ ہی تو کہہ رہا ہوں آخر ایسا کیوں کیا انہوں نے کچھ معلوم تو پڑے اور پھر تمہارا تو اتنا بڑا خاندان ہے' کیا کوئی بھی اس کے متعلق نہیں جانتا؟"

"اتنا بڑا خاندان کہاں ہے ہمارا۔ کوئی بھی تو نہیں ہے یہاں اس شہر میں' اک خالہ جانی رہتی تھیں وہ بھی بہت سال پہلے آسٹریلیا شفٹ کر گئی تھیں۔" وہ کنفیوژن سے انگلیاں مروڑنے لگی۔

"مگر مجھے تو یہ بات کسی طور ہضم نہیں ہو رہی' خاندان والوں سے نہ سہی اپنے بھائی ہی سے کچھ پوچھنے کی کوشش کرو۔"

"ہاں... ان سے میں پوچھنے کی کوشش تو کر ہی سکتی ہوں مگر کیا معلوم وہ بھی لاعلم ہوں؟" وہ سوچتے لہجے میں بولی۔

"یہ تو ان سے پوچھنے ہی پر پتا چلے گا۔" اس نے کندھے اچکائے۔

"مگر تمہیں نہیں معلوم آغا... وہ بابا کے مکمل انڈر میں ہیں' اگر انہوں نے بجائے مجھے جواب دینے کے بابا کو کچھ بتا دیا تو؟" وہ خائف لہجے میں بولی۔

"اتنا ڈر کیوں رہی ہو یار... بات تو کرو۔"

"نہیں آغا... ابھی نہیں' جو بھی ہے جیسا بھی ہے' فی الحال ایسا ہی چلنے دو۔ تم نہیں جانتے آغا میں کس لذت سے آشنا ہوئی ہوں۔ مدتوں میرے اندر محبت کا خانہ خالی رہا ہے... یہ کسی کی محبت سے کبھی بھرا ہی نہیں مگر میں یہ نہیں جانتی تھی کہ اندر کی پیاس تو صرف ماں کی محبت ہی بجھاتی ہے۔ باقی سارے رشتے غرض کے رشتے ہیں۔ فقط ماں ہی ہے جو آپ سے بے لوث محبت کرتی ہے اور میں نے اس کا ذائقہ چکھ لیا ہے آغا۔ مجھے فی الحال کسی اور چیز کی کچھ تمنا نہیں۔" وہ الوہی جذبے کے تحت جذب سے کہتی چلی گئی۔

"تم بہت جذباتی ہو رہی ہو اجیہ... تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔" وہ بگڑے لہجے میں بولا۔

"وہ ہیں ہی ایسی آغا... کسی دن ملواؤں گی انہیں تم سے۔ تمہیں بھی ان سے انسیت نہ ہو گئی تو کہنا۔" وہ تفاخر سے بولی۔

"دیکھیں گے۔" وہ کوفت زدہ لہجے میں بولا۔

☆ ☆ ☆

"ہاں بھئی کیا رپورٹ ہے؟" ماریہ نے کچھ اس انداز سے پوچھا کہ میرب کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"کیوں ہنس رہی ہو؟"

"تمہارے انداز پر... بالکل جاسوسوں کی طرح سوال پوچھا ہے۔"

"ویری فنی" "وہ چڑی" "اب ہنس چکی ہو تو بتا بھی چکو۔" میرب ذرا سنبھلی پھر بولی۔

"بہت مشکل ہے ماریہ... سائران لوگوں میں سے ہیں جو خود سے بات کریں تو کریں وگرنہ لاکھ سوال کرتے رہو جواب ہوں' ہاں سے زیادہ نہیں ملتا۔" وہ بے چارگی سے بولی۔

"ڈائری پڑھنے کی کوشش کی تم نے؟"

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"دراز لاک ہوتی ہے۔"

"تم ذرا حاضر دماغی سے کام نہیں لے سکتیں؟ کیوں بونگی بنی ہوئی ہو۔" اس نے سلگ کر کہا۔

"حاضر دماغی کا مظاہرہ کر کے کیا کروں۔ لاک توڑ دوں یا چابی چرالوں؟" وہ اس سے زیادہ تپ کر بولی۔

"یہ ہوئی نا بات۔۔۔ اڑالو چابی۔۔۔ مگر ہشیاری سے۔ آخر پتا تو چلے اس دراز میں ہے کیا۔" وہ خوش ہو گئی۔

"مجھے پتا ہے اس میں ان کی پرسنل ڈائریز ہیں۔"

"اور ان پرسنل ڈائریز میں کیا لکھا ہے؟" اس نے طنز کیا۔

"ہاں۔۔۔ یہ نہیں معلوم۔" وہ خجالت سے بولی۔

"تو یہی معلوم کرو نا۔۔۔" اس نے جیسے اس کی عقل پر ماتم کیا۔

"ہاں کرتی ہوں کچھ۔۔۔ فی الحال تو تم سے کام ہے۔" وہ لجاجت سے بولی۔

"ہاں۔۔۔ بولو۔ کچھ دن میں احمد کے گھر والوں کو تاریخ لینے آنا ہے۔ بجائے اس کے کہ تم اس وقت میرا کام بٹاؤ۔۔۔ الٹا مجھ ہی سے سارے کام کروالو۔" وہ خفگی سے بولی۔

"تم جانتی ہو میری مجبوری، پھر بھی ایسے کہہ رہی ہو۔" وہ روہانسی ہو گئی۔ "رہنے دو۔۔۔ میں خود کرلوں گی۔" وہ اس کی بات سے اتنی دلبرداشتہ ہوئی کہ اس کے "ارے۔۔۔ ارے" کرنے کے باوجود فون رکھ دیا۔

فون پھر بجنے لگا۔ اسی کا نمبر تھا۔ وہ ریسیور کریڈل سے ہٹا کر اجیہ کے کمرے کی جانب چلی آئی۔ وہ کالج سے آنے کے بعد سے ابھی تک اپنے روم سے باہر نہیں نکلی تھی۔ ویسے اس نے آج کل باہر آکر سب کے درمیان بیٹھنا تقریباً" ترک ہی کر دیا تھا۔ وہ دستک دے کر کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ ٹی وی دیکھ رہی تھی۔ اسے دیکھ کر سیدھی ہوئی۔

"آیئے بھابھی۔ خیریت؟"

"ہاں۔۔۔ کیسی ہو؟ پڑھائی کیسی جارہی ہے۔" وہ بیڈ کے کنارے ٹک گئی۔

"سب ٹھیک ٹھاک ہے۔" وہ مختصراً" بولی۔

"مجھے تم سے کچھ کام تھا۔" وہ جھجک کر بولی۔ اس دن کے واقعے کے بعد سے میرب اس کے سامنے عجیب سی شرمندگی محسوس کرتی تھی۔

"کہیے؟" وہ استعجاب سے اسے دیکھ کر بولی۔

"دراصل سائر کی برتھ ڈے ہے پرسوں۔۔۔ مجھے ان کے لیے تحفہ خریدنا ہے۔" میرب نے تمہید باندھی۔

"تو کیا کرنا ہے میں ساتھ چلوں؟" وہ سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"نہیں۔۔۔ تم لا دو اپنی پسند سے کوئی اچھا سا پرفیوم۔"

"آپ کو جانے سے بھائی نے منع کر دیا ہو گا؟" اجیہ نے زہر خند لہجے میں قیاس آرائی کی۔

"ہاں۔۔۔ وہ انہیں پسند نہیں۔" وہ گڑبڑا کر اسی قدر بول سکی۔

"ٹھیک ہے میں لادوں گی۔" وہ کہہ کر پھر سے ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گئی۔

"تم شاپنگ پر کیسے جاتی ہو، میرا مطلب ہے کہ کس کے ساتھ؟"

"کبھی بھائی لے جاتے ہیں، کبھی ڈرائیور کے ساتھ، کسی فرینڈ کو پک کر کے۔"

"اوکے۔۔۔" وہ کہہ کر نکلنے لگی، مگر اسے اک عجیب سا احساس ہوا۔ اس پر اتنی پابندیاں عائد کر رکھی ہیں سائر نے اور بہن کے معاملے میں نسبتاً" لاپروائی۔۔۔ اس کا ذہن مخمصے میں پڑ گیا۔

☆ ☆ ☆

"اسے اچھی طرح سے سمجھا دیں خالہ۔۔۔ یہ کوئی بچی تو نہیں جو اس بات کی نزاکت اور سنگینی سے ناواقف ہو۔ میں اس کی ہر ضد مانتا آیا ہوں تو کیا مطلب ہے اس بات کا، یہ مجھے بے وقوف سمجھنے لگی ہے؟ محبت کرتا ہوں اس سے اس لیے اس کی اس مکروہ بات پر خاموش ہوں ورنہ تو۔۔۔ خیر، آج کی رات یہ آپ کے ساتھ ہی رہے گی۔ اچھی طرح سمجھا دیں اسے، میں بار بار اس کا یہ بے ہودہ مطالبہ برداشت

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

نہیں کروں گا۔" جمیل کی اونچی غراتی آواز پورے گھر میں گونج رہی تھی۔ اب سے کچھ ہی دیر قبل چندا' جمیل کے ساتھ بی بی کے پاس آئی تھی بلکہ جمیل ہی اسے لے کر آیا تھا۔ الجھے بکھرے بال' ملگجی حلیہ' سوجی آنکھیں۔ بی بی تو اس کا حلیہ دیکھ کر دہل سی گئی تھیں۔ نازو چائے تیار کرنے باورچی خانے میں جاچکی تھیں' مانو بھی ان کی مددگار تھی۔ بی بی کے کمرے سے اٹھتے شور نے ان دونوں ہی کو شعوری طور پر متوجہ کر رکھا تھا۔

"بیٹا... ذرا تحمل سے کام لو' میری بچی ناسمجھ ہے' نادان ہے' مگر نیت کی بری نہیں۔ میں سمجھاؤں گی بے وقوف کو' تم بیٹھو تو سہی۔" بی بی لجاجت سے بولیں۔

"نہ میں بے وقوف ہوں نہ نادان۔ پوری عقل مندی سے یہ بات کر رہی ہوں۔ آخر میری عمر ہی کیا ہے ابھی جوان بکھیڑوں میں پڑ جاؤں۔" وہ ہٹ دھرمی سے بولی۔

"دیکھی... دیکھی آپ نے اس کی ضد' عاجز آچکا ہوں میں اسے سمجھا سمجھا کر۔" وہ بالوں میں انگلیاں پھنسا کر بولا۔

"تم خاموش رہو۔" بی بی نے اسے بری طرح جھڑکا۔ "جمیل میاں! آپ چائے پئیں آرام سے۔ دیکھتی ہوں میں یہ کیسے نہیں مانے گی۔" وہ جلال میں آگئیں۔ ان کا انداز دیکھ کر جمیل کو کچھ اطمینان ہوا، تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

"چلتا ہوں' مجھے کام ہے ذرا اور تم اپنا خیال رکھنا۔" وہ اسے دیکھ کر بولا۔

"مجھے نصیحتیں کرنے کی ضرورت نہیں۔" وہ تڑخ کر بولی۔ وہ ضبط کر گیا۔

"بیٹا چائے تو پیتے جاؤ۔" بی بی داماد کو یوں سوکھے منہ جاتا دیکھ کر بوکھلا کر کھڑی ہو گئیں۔

"نہیں خالہ پھر کبھی سہی۔" وہ بہ عجلت کہہ کر دروازہ اور پھر صحن عبور کر گیا۔

"اری... یہ کیا بچپنا لگا رکھا ہے تو نے۔" وہ ہانپتی کانپتی واپس بیٹھ گئیں۔ "تجھے ذرا شرم لحاظ ہے کہ نہیں' کیوں ہماری جان کا روگ بنی ہوئی ہے۔ آخر کیا چاہتی ہے تو؟" بی بی سر تھام کر رونے لگیں۔ چندا نے کوفت سے انہیں دیکھا۔

"آخر ایسا کیا کہہ دیا میں نے؟ پریگننٹ میں ہوں' مجھے بچہ نہیں چاہیے۔ بات ختم۔ آخر اس میں اتنا واویلا کرنے کی کیا ضرورت ہے آپ لوگوں کو۔" وہ کٹھور لہجے میں بولی۔

"خدا سے ڈر چندا' لوگ تو منتیں مانگتے ہیں یہ دن دیکھنے کے لیے' تجھے خدا نے کسی آزمائش میں ڈالے بنا ہی اس نعمت سے نواز دیا ہے تو کیوں ناشکری کر رہی ہے۔" وہ سخت برانگیختگی سے بولیں۔

"مجھے نہیں چاہیے اولاد تو آخر وہ مجھ پر زبردستی کیوں کر رہا ہے۔" وہ ہذیانی انداز میں چیخی۔

"اولاد اس کی بھی ہے۔ اس کے متعلق فیصلہ کرنے میں اسے بھی اختیار ہے۔" بی بی دو ٹوک لہجے میں بولیں۔

"عمر اس کی نکلی جا رہی ہے' میری نہیں' جو میں بچہ پیدا کرنے کو زندگی موت کا مسئلہ بنا دوں۔" وہ پاگلوں کی طرح چیخی۔

"کیا بکواس کر رہی ہے تو۔ کیا باؤلی ہو گئی ہے لڑکی۔ کہاں نکل رہی ہے اس کی عمر' جوان جہان آدمی ہے۔" وہ زچ ہو گئیں۔

"مجھ سے دگنی عمر کا ہے۔ مجھے بوجھ کی طرح سر سے اتار پھینکا۔ ذرا خیال نہیں کیا میرا۔" وہ اونچا اونچا رونے لگی۔ مانو اور نازو بھی کمرے میں کھڑی سنجیدگی سے یہ ڈرامہ دیکھ رہی تھیں۔

"ہاں سارے قصور اماں باوا کے ہیں۔ اکٹھا ہی جان سے کیوں نہیں مار دیتی تو ہمیں۔" بی بی پھر رونے لگیں۔

"خدا کے لیے آپ دونوں چپ ہو جائیں' کیا نحوست پھیلا رکھی ہے۔" نازو نے چڑ کر ہاتھ جوڑے۔

"جاؤ مانو' بی بی کو پانی دو۔"

"ماں ہوں اس کی۔ بھلے کو سمجھا رہی ہوں۔ ارے سر پر تاج کی طرح سجا رکھا ہے جمیل میاں نے۔ کیوں بے جا ضد کر کے اپنا مقام کھو رہی ہے۔" وہ روتے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

ہوئے کہنے لگیں۔
"اس کی تو عادت ہے اپنے خیر خواہوں کو زک پہچانے کی۔" نازو کرختی سے بولیں۔
"تم بکواس بند کرو" وہ بدتمیزی سے اس پر چلائی۔
"تم اپنا یہ ڈرامہ بند کرو اور سکون سے جینے دو ہمیں آخر کب تک الٹے سیدھے فیصلے کرکے اپنے ساتھ دوسروں کی زندگی بھی جہنم بناتی رہوگی۔ تمہارے کرتوتوں کی وجہ سے ابا میاں بستر سے لگ گئے ہیں۔ اگر تم نے اور کوئی مسئلہ کھڑا کیا تو قاسم بھائی تمہیں جان سے مارنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔" وہ اتنے برفیلے لہجے میں بولیں کہ چندا رونا دھونا بھول کر اسے ٹکر ٹکر دیکھنے لگی۔
"کچھ اونچ نیچ ہوگئی تو ہاشم تو تمہیں گھر میں بھی گھسنے نہیں دیں گے' اچھا ہے یا برا ہے وہ تمہارا شوہر ہے۔ تمہیں اسی کے ساتھ جینا مرنا ہے جبکہ یہاں تو تمہیں تن تنہا ہی کرنا پڑے گا لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ تم عقل مندی کا مظاہرہ کرو اور اپنی تقدیر پر راضی رہنا سیکھو۔ بی بی آجائیں' چائے میں نے صحن میں تخت پر لگادی ہے۔ قاسم اور ابا بھی دکان سے آتے ہی ہوں گے۔" وہ سکون سے اپنی بات مکمل کرکے کمرے سے چلی گئیں۔ چندا سمجھی یا نہ سمجھی۔ بی بی البتہ کچھ مطمئن ہوکر اب صحن میں جارہی تھیں۔

☆ ☆ ☆

"یہ آپ مجھے کہاں لائی ہیں؟" اجیہ نے ٹیکسی سے اترتے ہوئے سامنے بنی عمارت کو دیکھ کر حیرت سے استفسار کیا۔
"یہاں میں جاب کرتی ہوں۔" اس نے کہہ کر قدم آگے بڑھائے۔
"مجھے یہاں لانے کی وجہ؟" وہ اس کی معیت میں قدم بڑھاتی ہوئی بولی۔
"تمہیں سب سے ملوانا چاہتی ہوں۔" اس نے پرجوش سے انداز میں کہا۔ اس کے انداز پر اجیہ مسکرا کر خاموش ہوگئی اور دلچسپی سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔
یہ ڈیفنس میں بنا دو منزلہ گھر تھا۔ جس کے نچلے فلور پر میڈم نشی کا ویل ایکوپڈ' ویل فرنشڈ پارلر پلس بیوٹی کلینک جبکہ سیکنڈ فلور پر ان کی رہائش تھی۔
"ہیلو۔۔۔" پورچ سے اندر داخل ہوکر گل نے خوش دلی سے سب ہی کو مشترکہ ہیلو سے نوازا۔
"کسے لے آئیں؟" کئی ایک نے اجیہ پر توصیفی و ستائشی نگاہ ڈال کر سوال کیا۔
"میری بیٹی ہے؟" وہ تفاخر آمیز بے نیازی سے بولی۔
"اوہو۔۔۔"
"اچھا۔۔۔"
"واہ بھئی۔" سب کا ملا جلا ردعمل دیکھنے کو ملا۔ وہ ہنوز مسکراتی ہوئی میڈم نشی کے آفس کی طرف بڑھ گئی۔
"میرے پاس فی الحال جو کچھ تھا تمہیں دکھا چکی ہوں۔۔۔ اب تمہیں کچھ پسند ہی نہیں آرہا تو میں کیا کروں؟" میڈم نشی ڈیپ ریڈ گہرے گلے کے ٹاپ اور بلیک ٹراؤزر میں ملبوس گہری سرخ چیری رنگ کی لپ اسٹک لگائے ٹیبل کی دوسری طرف چیئر پر جلوہ افروز تھیں۔ وہ ایک خوش شکل۔ سرخ و سپید رنگت کی حامل' اخروٹی رنگ کے بالوں والی ڈھلتی عمر کی' مگر پرکشش عورت تھیں۔ لب و لہجے سے بناوٹی پن جھلکتا تھا۔
"میں اندر آسکتی ہوں؟" گل نے بھاری براؤن گلاس کا دروازہ دھکیل کر اجازت طلب کی۔
"ہاں آؤ۔۔۔" انہوں نے سر کو خفیف سی جنبش دی۔
"ہیلو میم۔۔۔ کیسی ہیں آپ۔" اس نے ان کی مزاج پرسی کی۔ میڈم جو بغور اجیہ کا جائزہ عمیق نگاہوں سے لے رہی تھیں بولیں۔
"ہاں۔۔۔ ٹھیک ٹھاک۔ تم بیٹھو۔" انہوں نے سامنے رکھی دوسری کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ اجیہ بائیں ہاتھ پر رکھے صوفوں پر بیٹھ گئی۔
"ہاں بھئی۔۔۔ ان سے ملو یہ نیازی صاحب ہیں۔۔۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

اپنے ایاز ہمدانی ہیں نا' انہوں نے بھیجا ہے۔ کوئی میگزین شوٹ ہے' اس کے لیے نئے چہرے کی تلاش ہے انہیں۔" میڈم نشی نے گل سے ان کا تعارف کروایا۔

"اوہ... اچھا۔" گل چونک گئی۔

"اور تم سناؤ... کسے لیے چلی آئی ہو۔" وہ مسکرا کر بولیں۔ مسکراہٹ ان چہرے پر بھدی لگتی تھی۔

"میری بیٹی ہے اجیہ... آپ سے تذکرہ کیا تو تھا۔ شاید آپ کے ذہن سے نکل گیا۔" گل جلدی سے بولی۔

"اوہو اچھا... اچھا تمہاری بیٹی ہے۔" انہوں نے اب اجیہ میں مزید دلچسپی لی۔

"کیا کرتی ہو بیٹا؟" انہوں نے وہیں بیٹھے بیٹھے صرف اپنی چیئر گھما کر پوچھا۔

"پڑھتی ہوں' سیکنڈ ایئر میں۔" اس نے جواب دیا۔ اسے نامعلوم سی الجھن ہو رہی تھی۔

"ہوں... گڈ' آپ بہت چارمنگ ہو۔ کسی نے بتایا آپ کو۔" ان کے لہجے پر اجیہ نے کچھ جھینپ کر گل کو دیکھا جو آنکھوں میں فاتحانہ چمک لیے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"جی... آئی نو۔" اس نے کچھ اس سادگی سے کہا کہ وہاں بیٹھے وہ دونوں نفوس بشمول گل کے قہقہہ لگا کر ہنس دیے۔ ان کے ہنسنے نے اسے کنفیوژ کر دیا۔

"بہت انوسینٹ ہے۔ ازنٹ اٹ؟" انہوں نے سامنے بیٹھے نیازی صاحب سے تائید چاہی۔

"اوہ۔ یس..." انہوں نے زور و شور سے اثبات میں سر ہلایا۔ "مجھے بس اسی طرح کا چہرہ درکار ہے اپنے پروڈکٹ کے لیے۔" انہوں نے یک دم کہا اور گل کا جی چاہا کہ وہ خوشی سے دھمال ڈالے۔ اسے اجیہ کے اوپر پورا بھروسہ تھا مگر اس کی قسمت پر نہیں' مگر اب شاید وہ اس کی قسمت پر بھی بھروسہ کرنے پر مجبور ہو گئی۔ اجیہ نے بڑی حیرت سے اس کی بات سنی مگر کچھ بولی نہیں۔

"مگر اسے تو کچھ بھی نہیں آتا۔" گل نے بڑی بے ساختہ قسم کی پریشانی میں گھر کر کہا۔

"تو ہم یہاں کس لیے بیٹھے ہیں' بڑی بڑی اناڑی یہاں سے ہنڈرڈ پرسینٹ گروم کر کے بھیجی ہیں۔ اسے بھی کریں گے۔" میڈم نشی کا انداز چیلنج قبول کرنے والا تھا۔ گل نے گہری طمانیت بھری سانس لی۔

"مگر جلدی میڈم نشی... اگلے مہینے پراڈکٹ کی لانچنگ ہے۔" وہ بے چینی سے بولے۔

"فکر مت کریں۔ ان شاء اللہ آپ کا کام ہو جائے گا۔" انہوں نے خالص کاروباری انداز میں انہیں تسلی دی۔

"اوکے پھر میں چلتا ہوں۔" وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

"اوکے... میں بتاتی ہوں پھر آپ کو۔" میڈم نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں بھئی ادھر آؤ۔" میڈم نے اجیہ جو بے زار بیٹھی اپنے فون میں کچھ کر رہی تھی کو پکارا۔ اس نے سر اٹھا کر اپنی ماں کو دیکھا' وہ بھی اسے وہاں آنے کا اشارہ کرنے لگی۔ وہ اٹھ کر میڈم نشی کے سامنے والی خالی ہوئی نشست پر بیٹھ گئی۔

"کیا خیال ہے؟ تمہیں تھوڑا تراش خراش دیں؟" انہوں نے اپنی چیئر کی بیک سے ٹیک لگا کر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم پیوست کر کے پوچھا۔ اجیہ کے تاثرات نافہم سے ہو گئے۔

"کیا مطلب؟"

"ارے بھئی..." انہوں نے دانستہ لہجہ سرسری بنایا۔ "اب اتنی پیاری صورت ہے تمہاری' مگر تم پر تھوڑی توجہ دی جائے تو تم چودھویں کے چاند کی طرح چمکو... بال بھی تمہارے ویسے ہی پیارے ہیں' آگے سے تھوڑے سیٹ کرنے پڑیں گے۔" وہ جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھنے لگیں۔

"سچ' بالکل کترینہ کیف لگو گی۔" انہوں نے اس میں ہوا بھرنی چاہی۔ وہ ہنس دی۔

"آنٹی... آپ مذاق کر رہی ہیں؟ امی تو مجھے آپ لوگوں سے ملوانے لائی ہیں' میں جیسی ہوں۔ ٹھیک ہوں۔ گروم ہو کر کیا کروں گی؟" اس کی بات پر میڈم

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

نے چونک کر گل کی جانب دیکھا۔ اس نے آنکھ سے کچھ اشارہ کیا۔

"ہوں یہ بھی ہے... مگر کیا تم نہیں چاہتیں کہ لوگ تمہیں لائک کریں؟" انہوں نے اس کی فطری جبلت پر ہاتھ ڈالا۔

"مجھے لوگوں کی کچھ پروا نہیں۔" اس نے سر جھٹک کر کہا۔

"کروالو بیٹا۔ آنٹی اتنے پیار سے آفر کررہی ہیں تو۔" گل کو بالآخر مداخلت کرنی پڑی۔

"مگر امی..."

"اگر مگر چھوڑو... چلو آؤ میں تمہیں دکھاؤں میں کہاں کام کرتی ہوں۔" گل نے اسے بولنے کا موقع نہ دیا۔

"ہاں... ہاں جاؤ... تم اسے دکھالاؤ پھر تمہاری بیٹی کو چائے پلواتے ہیں۔" میڈم نشی نے آفس کا فون اٹھا کر کوئی نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا۔

☆ ☆ ☆

آج صبح ہی سے میرب بہت مصروف تھی۔ پہلے اس نے بہ طور خاص سائر کے پسندیدہ پکوان تیار کیے پھر کیک بیک کرکے سجا کر فریج میں رکھا۔ ان ہی سب تیاریوں میں کب دوپہر ڈھلی پتا ہی نہیں چلا۔

"واہ بھئی واہ... آج تو کچن سے بڑی مزیدار خوشبوئیں اٹھ رہی ہیں۔" وقار صاحب نے خوش دلی سے کہا۔

"جی بابا... سائر کی برتھ ڈے کی تیاری ہے۔" میرب جو اپنے کمرے میں جارہی تھی انہیں دیکھ کر ٹھہر گئی۔

"مگر اس کی سالگرہ تو کل ہے؟"

"جی... مگر آج رات بارہ بجے ہی کیک کٹوالیں گے۔" میرب نے مسکرا کر بتایا۔

"ہاں... یہ بھی اچھا ہے... تم نے اپنے گھر والوں کو انوائٹ کیا؟" ان کے تذکرے پر میرب کچھ افسردہ سی ہوگئی۔

"نہیں... ہم گھر کے لوگ ہی کافی ہیں۔"

"تمہارے بابا کو بھی نجانے بیٹے کے ساتھ جانے کی کیا سوجھی۔ ایک ہی تو دوست تھا میرا... بے دید نے میرا خیال بھی نہیں کیا۔ یہیں رہتا تو اچھا تھا نا' وہاں وہ خود بھی بیٹھا بور ہی ہورہا ہے۔" وقار صاحب سے بھی کبھی کبھار ان کی اسکائپ یا فون پر بات چیت ہوجاتی تھی۔

"جی بس... کیا کہوں۔" وہ اداسی سے بولی۔

"ارے میں بھی کیا ہوں۔" انہوں نے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔ "خوامخواہ میں یہ تذکرہ چھیڑ کر تمہیں اداس کردیا' تم جاؤ' اپنی تیاری کرو... بلکہ کچھ چاہیے ہو تو مجھے بتاؤ۔" وہ اپنی بے عقلی پر تف بھیجتے ہوئے بولے۔

"نہیں بس سب کچھ ہوچکا ہے... صرف آپ نے یہ کرنا ہے کہ آج رات انہیں اپنے کمرے میں کسی نہ کسی طرح بارہ بجے تک مصروف رکھنا ہے تاکہ انہیں سرپرائز دیا جاسکے۔"

"ٹھیک ہے بھئی... یہ تو میں کرہی سکتا ہوں۔" وہ مسکرا کر بولے۔ وہ مسکراتی ہوئی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔ تو وہ لالی کو چائے کے لیے آواز دینے لگے۔

☆ ☆ ☆

"اچھا...! تو آج تم اپنا میک اوور کروا کر آئی ہو؟ بہت خوب صورت لگ رہی ہو گی؟" آغا نے دلچسپی سے استفسار کیا۔

"اس میں کیا شک ہے؟" اجیہ نے الٹا اسی سے سوال کیا۔ وہ تتلی بنی اپنے آپ کو آئینے میں بار بار خوشی و حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔ ذرا سی محنت نے اس کے چہرے کو... کیسی تابناکی بخش دی تھی۔

"شک تو خیر کوئی نہیں ہے۔ بلکہ مجھے تو یقین ہے کہ اس روئے زمین پر تم سا حسین کوئی نہ ہوگا۔ میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ ماورائی حسن کی مالک میری محبوبہ ہے۔" وہ دھیمے سروں میں اس کے کان میں گنگنایا۔ اس کے عارض گلابی تو ہو ہی رہے تھے دہکنے لگے۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

"تمہیں باتیں بہت بنانی آتی ہیں۔" وہ لجا کر بولی۔
"تمہاری غلط فہمی ہے جان تمنا۔ میں صرف باتیں ہی نہیں بناتا۔" وہ معنی خیزی سے ہنسا۔
"آغا' میری امی اتنی خوش ہوئی ہیں مجھے یوں دیکھ کر کہ مجھے لگا میں نے ان کی بات مان کر ٹھیک ہی کیا۔" وہ پُرسکون لہجے میں بولی۔

"کیا مطلب؟" آغا اس رومانٹک گفتگو کے بیچ میں ایک خالص ان رومینٹک ہستی کا ذکر سن کر بری طرح بے مزہ ہوا۔
"بھئی۔۔۔ ان ہی کے اصرار پر تو میں نے یہ سب کروانے کی ہامی بھری تھی۔ پھر جب اپنا آپ دیکھا تو مجھے لگا کہ میں نے امی کی بات مان کر بالکل درست کیا ہے۔ پھر امی بھی خوش ہوئیں بہت۔" وہ بتانے لگی۔
"اچھا ٹھیک ہے' یار اب مجھ سے یوں دور نہیں رہا جارہا۔۔۔ میں تم سے ملاقات کر کے کچھ سنجیدہ معاملات ڈسکس کرنا چاہتا ہوں۔" وہ مکمل سنجیدگی سے بولا۔
"کون سے سنجیدہ معاملات بھئی؟" اجیہ نے یوں ہی پوچھا۔ اس کا سارا دھیان اپنی چمکتی اسکن' ترشی ہوئی کماندار بھنوؤں اور ماتھے پر گری نفیس لٹوں کی جانب تھا۔
"کیا تم مجھ سے سنجیدہ ہو؟" اس نے یکلخت پوچھا۔
"یہ بھلا کیا بات ہوئی؟" وہ ناسمجھی سے بولی۔
"یار۔۔۔" وہ جھنجلا کر بولا۔ "میرا مطلب ہے شہزادی صاحبہ کہ کیا آپ بندۂ ناچیز کے ہمراہ زندگی گزارنے کے لیے واقعی سنجیدہ ہیں؟"
"آف کورس۔" وہ قطعی لہجے میں بولی۔ اب وہ بھی سنجیدہ ہو گئی۔
"تو پھر شادی کر لیتے ہیں۔ ویسے بھی میں کچھ روز میں واپس اسٹیٹس جارہا ہوں۔"
"آغا۔۔۔ تم جارہے ہو؟" اس کا دل ڈوب گیا۔
"جانا تو ہے یار۔۔۔ ڈیڈ مسلسل مجھ پر خفا ہو رہے ہیں۔ وہاں کام کا حرج ہو رہا ہے' مگر میں تمہارے چکر میں یہاں اٹکا ہوا ہوں۔" وہ صاف گوئی سے بولا۔

"مگر میں کیا کروں گی تمہارے بغیر۔۔۔" اس کی آواز رندھ گئی۔
"یار پلیز میچور ہو جاؤ۔" وہ چڑ گیا اس کے انداز پر۔
"اسی لیے تو کہتا ہوں کہ شادی کر لیتے ہیں۔ پھر ساتھ ہی چلیں گے۔" اس کے پاس مسئلے کا حل موجود تھا۔
"مگر ایک دم یوں۔۔۔" وہ گھبرا گئی۔ "میرے گھر والوں نے کوئی پرابلم کری ایٹ کرنے کی کوشش کی تو؟" اس کے انداز میں اندیشے تھے' خدشے تھے۔
"محبت تم نے کی ہے۔ فائٹ بھی تمہیں کرنی ہوگی۔" وہ کندھے اچکا کر بولا۔ "اور یوں بھی کیوں مسئلہ کھڑا کریں گے وہ؟ کیا میں ڈیشنگ نہیں ہوں' امیر نہیں ہوں؟" اس کا لہجہ تیکھا ہو گیا۔
"مگر ان کے نزدیک شاید یہ باتیں قابلِ اعتنا نہ ہوں۔" وہ شدید ٹینشن میں گھر کر پھر سے کمرے میں چکرانے لگی۔
"وہاٹ؟ آج کل تو لوگ یہی کچھ تو دیکھتے ہیں۔۔۔ عجیب ہیں تمہارے گھر والے' بلکہ دقیانوسی زیادہ مناسب لفظ ہے۔" وہ ہلکے سے غصے سے بولا۔
"نہ صرف دقیانوسی بلکہ اپنے نظریات میں انتہا پسند بھی۔ پتا ہے امی بتا رہی تھیں کہ ایک مرتبہ۔۔۔"
"یار تم یہ "امی نامہ" پلیز آج تو بند کر دو۔ میں واقعی پریشان ہوں۔ مجھے تمہیں لے کے جانا ہے اپنے ساتھ۔" وہ بولا۔ اجیہ کو بے حد بری لگی اس کی بات۔ تاہم اس کی پریشانی بھی بجا تھی۔
"اچھا۔۔۔ کچھ سوچتی ہوں میں تم اتنے ٹینس مت ہو۔" اس نے اسے مقدور بھر تسلی دی۔
"ذرا جلدی سوچ لو۔۔۔"
"ہاں۔۔۔ میں کرتی ہوں کچھ۔۔۔ تم۔" اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ دروازہ ناک کر کے میرب اندر داخل ہو رہی تھی۔
"چلو میں بعد میں بات کرتی ہوں۔" اجیہ نے بعجلت کہہ کر فون کاٹ دیا اور قدرے ناگواری سے میرب کو دیکھنے لگی۔
"وہ۔۔۔ اصل میں مجھے پوچھنا تھا کہ تم نے گفٹ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

خرید لیا۔" وہ اس کی ناگواری بھانپ کر قدرے شرمندگی سے پوچھنے لگی۔

"جی... یہ لیں۔" اس نے اپنے تاثرات چھپا کر ایک ہلکے نیلے لائنوں والے ریپر میں ملفوف پرفیوم اسے سائیڈ ٹیبل سے اٹھا کر دیا۔

"شکریہ تمہارا بہت بہت... سائر کی برتھ ڈے رات میں سیلی بریٹ کرنے کا ارادہ ہے میرا۔" اس نے گفٹ تھام کر اسے بتانا ضروری سمجھا۔

"اچھا تو پھر...؟" اس کے اجنبی لہجے پر وہ گڑبڑا گئی۔

"تم... بابا اور صرف میں ہوں گے۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔" اس کا انداز ایسا تھا کہ گویا کہہ رہی ہو "اب دفع ہو جاؤ۔" اس لیے وہ مزید کچھ کہے بنا خاموشی سے دفع ہو بھی گئی۔ اپنے عقب میں اس نے ٹھک سے دروازہ لاک ہونے کی آواز سنی۔

"پتا نہیں کون سے مسئلے کمرہ بند کر کے سلجھاتی رہتی ہے یہ لڑکی۔" وہ بڑبڑائی۔

☆ ☆ ☆

"نہ وہ منحوس انسان شیرازی میری زندگی میں آتا نہ مجھے اس کی وجہ سے یہ دن دیکھنے پڑتے۔ خواہ مخواہ ہی میں اس کے چکر میں پڑی۔ اچھی بھلی زندگی گزر رہی تھی، مگر وہ زندگی بھی اچھی بھلی کہاں تھی؟ کم از کم اس گھر میں مجھے نسبتاً" سہولیات تو میسر ہیں۔ وہاں زندگی جی نہیں بس گزاری جاسکتی تھی، مگر کم از کم یہ جھنجھٹ تو نہیں تھا۔" وہ بیڈ پر چت لیٹی ٹک ٹک چھت کو گھور رہی تھی۔ اس کا ذہن مختلف سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔

"پتا نہیں عین موقع پر کہاں جا مرا۔ اگر اسی سے شادی ہو جاتی تو ٹھیک تھا، مگر جب قسمت ہی میں گہن لگا ہو تو کوئی کیا کر سکتا ہے۔" اسے رہ رہ کر آصف شیرازی کا خیال آرہا تھا۔ نہ وہ اس کی زندگی میں آتا، اسے خواب دکھاتا اور نہ ہی یہ سب کچھ جو ہو گیا تھا ہوتا۔ اس کی طبیعت آج کل ٹھیک نہیں تھی۔ اپنے میکے سے آئے ہوئے بھی اسے مہینہ بھر سے زائد ہو چلا تھا۔ وہ جان گئی تھی کہ اس کا مطالبہ منظور نہیں ہوگا۔ پھر پہلی بار اس حالت سے گزر رہی تھی۔ نہیں تو اپنے طور پر ہی کوئی ٹوٹا ٹوٹکا کر کے اس "جھنجھٹ" سے چھٹکارا پانے کی تدبیر کر لیتی۔ ایک مرتبہ بشیراں سے کچھ جاننے کی کوشش بھی کی، مگر وہ تو کانوں کو ہاتھ لگا کر یوں بدکی گویا کسی قتل کی منصوبہ بندی میں اسے شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ تھک ہار کر وہ قسمت پر سب چھوڑے بیٹھی تھی۔ پھر جمیل نے بھی بہت سے وعدے وعید کیے تھے کہ یہ دلائے گا وہ دلائے گا اور اس "یہ" "وہ" میں "گاڑی" "سونے کے کنگن" اور "ملک سے باہر" گھمانے لے جانے کا اضافہ چندا نے کرلیا تھا سو اب دل کی جلن کچھ کم تھی مگر انسان کا دل بھی عجیب شے ہے۔ جو میسر ہے۔ اس پر راضی نہیں ہوتا۔ جس کو چاہتا ہے۔ وہ میسر نہیں۔ اور کبھی کبھی تو اس کی چاہت، مراد بر آجائے تب اس کی قدر نہیں کرتا۔ اور کہیں تو قدر کرتے کرتے اکتانے لگتا ہے۔ اور اکتا کر پھر کسی نئی چاہت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ قرار اسے دراصل پھر بھی نہیں ملتا۔

☆ ☆ ☆

من پسند ڈنر کرنے کے بعد سائر اپنے کمرے میں جا رہا تھا تب ہی وقار صاحب نے اسے پکار لیا اور اپنے ساتھ اپنے کمرے میں لے گئے۔ میرب چپکے چپکے مسکرانے لگی۔ اجیہ کا ذہن اپنی پریشانیوں میں لگا ہوا تھا۔ لالی سے برتن وغیرہ سمیٹنے اور سائر اور وقار صاحب کو چائے کافی پہنچانے کا کہہ کر وہ تیار ہونے کمرے میں چلی آئی۔ ابھی ساڑھے دس بجے تھے۔ اس کے پاس کافی وقت تھا۔ کچھ وقت یونہی گزار کر وہ تیار ہونے لگی۔ آج کے دن میرب نے ڈل گولڈن اور مہندی کلر کی خوب صورت چنری کی بنگالی ساڑھی باندھنے کا ارادہ کیا تھا۔ یہ ساڑی سائر انگلینڈ سے اس کے لیے لایا تھا۔ ساڑی باندھ کر اس نے ہلکا پھلکا میک اپ کیا۔ بالوں کو یونہی کھلا چھوڑ کر صرف آگے سے بل لے کر سنہرے کیچر میں جکڑ لیے۔ زمرد کا لاکٹ سیٹ پہنا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

Click on http://www.Paksociety.com for More

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

Click on http://www.Paksociety.com for More

ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنے وہ بہت خوب صورت' بہت مکمل لگ رہی تھی۔ اپنے اوپر پرفیوم اسپرے کرنے کے بعد اس نے ٹائم دیکھا' پونے بارہ ہو رہے تھے۔ وہ گفٹ اٹھائے باہر چلی آئی۔ شریف سے کہہ کر منگوایا سرخ گلابوں کا بوکے اس نے اسٹڈی سے اٹھایا اور لاؤنج کی سینٹر ٹیبل پر دونوں چیزیں لاکر رکھ دیں۔ پھر کیک نکال کر لائی اور خوب صورت ربن لگی چھری اس کے برابر میں رکھ کر اجیہ کو بلانے گئی۔ اجیہ معمول کے حلیے میں تھی۔ اس نے اپنے کٹے بال پنیں لگا کر چھپا رکھے تھے کہ مبادا کوئی پوچھ گچھ کرنے بیٹھ جائے۔ اس کا چہرہ تو خیر پہلے ہی کھلا پھول تھا۔ اس لیے چہرے کی رگڑائی وگڑائی سے کچھ خاص قابل توجہ فرق نہیں پڑا تھا۔ وہ بے دلی سے ایک گفٹ شاپر پکڑے ہوئے تھی۔ جوں ہی بارہ بجے' میرب نے لاؤنج کی ساری بتیاں بجھادیں اور لالی کو حکم دیا کہ جب سائر لاؤنج میں آئے تب وہ لاؤنج روشن کردے۔ اسٹڈی میں سجے قدیم طرز کے گھڑیال نے بارہ بجائے۔ دو ایک منٹ کا انتظار کرنے کے بعد وقار صاحب سائر کو لیے لاؤنج میں چلے آئے۔

"یہ اتنا اندھیرا کیوں کر رکھا ہے لاؤنج میں۔" سائر کی سنجیدہ آواز اندھیرے میں ابھری۔

"حیرت ہے بھئی۔" وقار مصنوعی پن سے بولے۔ تب ہی ایک کھٹکے سے لاؤنج روشنی میں نہا گیا۔

"ہیپی برتھ ڈے ٹو یو..." میرب گنگنائی۔ اجیہ نے احسان کرنے والے انداز میں ساتھ دیا۔ وقار مسکرانے لگے۔ انہوں نے سائر کو گلے لگالیا۔

"سالگرہ مبارک ہو بیٹے' اللہ پاک تمہیں دونوں جہاں کی لاتعداد خوشیاں دیکھنا نصیب کرے۔" انہوں نے اس کا روشن ماتھا چوم کر نم آنکھوں سے دعا دی۔

"چلو آؤ کیک کاٹو... تمہاری بیوی نے بڑی محبت سے بنایا ہے۔" وہ اس کے کندھے پر بازو پھیلا کر اسے لیے ٹیبل تک آئے۔ اس نے اک نگاہ اٹھا کر میرب کو دیکھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ دونوں کی آنکھیں ملیں۔ میرب کی آنکھوں میں قندیل روشن تھی' مگر سائر کی آنکھیں انگارہ بن گئیں۔

ان تینوں کی تالیوں میں سائر نے کیک کاٹا۔

"یہ لیں بھائی آپ کا گفٹ۔" اجیہ نے سائر کو شاپر تھمایا اور کیک چکھے بنا ہی گویا تقریب بھگتا کر اندر بھاگی۔ وہ آج کل وقار کا سامنا کرنے سے گریز کرتی تھی۔ وقار نے بھی خوب صورت رسٹ واچ اسے دی۔ تھوڑا سا کیک چکھا اور واپس اپنے کمرے میں چلے گئے۔ لالی اپنا حصہ وصول کرنے کے بعد سامان سمیٹنے لگی۔ سائر اٹھا' بنا کچھ کہے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ میرب نے بکے اٹھایا' گفٹ سنبھالا اور اس کے پیچھے چل دی۔ وہ بڑے خوش کن خیالات میں گھری ہوئی تھی۔ لبوں پر دھیمی دھیمی مسکان سجائے وہ سج سج قدم اٹھا رہی تھی۔ جوں ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی۔ سگریٹ کے دھویں کے مرغولے اڑاتا سائر دیوانوں کی طرح اس پر جھپٹا تھا۔

میرب کی دہشت کے مارے چیخ نکل گئی۔ اس نے سرخ گلابوں کو نوچ کر پھینک دیا۔ گفٹ جھپٹ کر دیوار پر دے مارا۔"

(باقی آئندہ ماہ ان شاء اللہ)

For Next Episode Visit
Paksociety.com

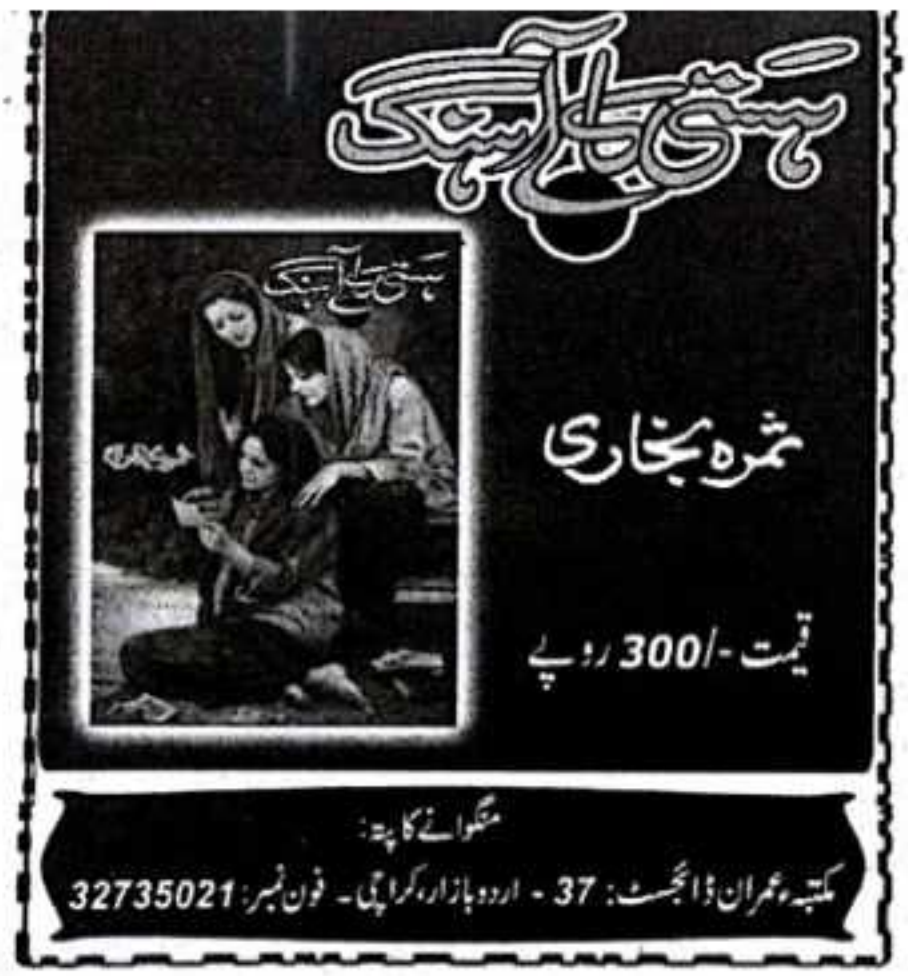

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY